مودودی صاحب کے نظریات کو سمجھنے کے لئے ایک مستند تاریخی کتاب
مودودی جماعت کیا ہے؟
مرتبہ اقبال احمد صاحب نوری
مکتبہ فریدیہ ساہیوال

نام کتاب ——— مودودی جماعت کیا ہے!

مرتب ——— اقبال احمد صاحب نوری

سن ——— ۱۸۰ : ۲۲

ضخامت ——— ۱۳۶ صفحات

ناشر ——— مکتبہ فردوس جناح روڈ ساہیوال

قیمت : پانچ روپے صرف

عنوانات کتاب

Mohammad Ismail

مودودی جماعت کی نقاب کشائی

از اقبال احمد نوری

قارئین کرام! کیا یہ باعث تکلیف نہیں کہ آج اہل اسلام ہی جماعت اسلامی کے خلاف آمادہ نظر آ رہے ہیں۔ آج عوام و خواص جماعت اسلامی سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اکابرین ملت اپنی تمام تر کاوشوں سے جماعت اسلامی کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

ایسے ہی موقع پر یہ کہا جاتا ہے کہ آپس کی اس رسہ کشی نے ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ صرف نظریاتی اختلافات پر اتنی واویلا اور شورش کہاں کی دانشمندی ہے، جب کہ موجودہ دور میں اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے ایسے نازک وقت میں ان فروعی، اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونے اور ملک و قوم کی خدمت کرنے کی ضرورت ہے۔

مگر ہم حقیقت کے اظہار میں تامل نہ کریں گے، یہ ایک الگ بات ہے کہ کبھی حقیقت ظاہر کرتے وقت ہمارے چہرے پر مسکراہٹ نظر آتی تھی، آج حزن و ملال کے بادل چھائے ہیں، ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ کاش جماعت اسلامی، جماعت اسلامی ہوتی، کاش جماعت کا مسلک شارع علیہ السلام کے پیش کردہ مسلک کے مطابق ہوتا۔ کاش جماعت اسلامی اسلام کے سچے اصولوں سے نہ ٹکراتی۔ کاش جماعت اسلامی کے اصول، اصول اسلام کے خلاف نہ ہوتے۔ کاش جماعت اسلامی فروعات میں بھی، فروعات اسلام سے مطابقت کرتی، کاش جماعت اسلامی، سلف و خلف کے بتلائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوتی، کاش جماعت اسلامی ائمہ اور مجتہدین سے بغاوت پر آمادہ نہ ہوتی جن کے ذریعہ قرآن و سنت کی صحیح تعلیم ہم تک پہنچی ہے۔

شراب کہنہ نئے جام میں پیش کی جاتی، بات پرانی ہوتی، الفاظ نئے ہوتے، اسلام

کے بے اصول ہوتے۔ انداز نیا ہوتا، قالب پرانا ہوتا لباس نیا ہوتا تو شاید بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ مگر مودودی صاحب تجدید کا بیڑا اٹھا چکے ہیں زبان و الفاظ، لباس و کردار تو کیا پرانے قالب ہی کو بدلنا چاہتے ہیں جس کا آپ نے کئی جگہ اشارے اور کنایے میں ذکر بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ تصوف کی آڑ میں اپنا اصل مدعا کا اظہار بھی فرما گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ ظاہر ہے کہ حقیقی اسلامی تصوف اس خاص قالب کا محتاج نہیں ہے اس کے لیے دوسرا قالب بھی ممکن ہے اس کے لیے زبان بھی دوسری اختیار کی جاسکتی ہے۔ رموز و اشارات سے بھی اجتناب کیا جاسکتا ہے۔ پیری مریدی اور اس سلسلے کی تمام عملی شکلوں کو بھی چھوڑ کر دوسری شکلیں اختیار کی جاسکتی ہیں پھر کیا ضروری ہے کہ اسی پرانے قالب کو اختیار کیا جائے، جس میں مدتہائے دراز سے جاہلی تصوف کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔"
(تجدید احیائے دین ص ۱۳۳)

دیکھئے مودودی صاحب کے تجدید کی کار فرمائی و لب و لہجہ، رموز و اشارات سے ہی اجتناب نہیں فرماتے ہیں بلکہ اصل قالب کو بدل دینا چاہتے ہیں، وہ طرز تحریر ہی بدلنے پر مصر نہیں بلکہ مضمون ہی کو بدل دینے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ،

" پھر کیا ضروری ہے کہ اسی پرانے قالب کو اختیار کیا جائے جس میں مدتہائے دراز سے جاہلی تصوف کی گرم بازاری ہو رہی ہے"

یہ سراسر ناانصافی ہے، عدل نہیں، یہ سراپا ظلم ہے انصاف نہیں یہ ہمہ گیر جہالت ہے، قبول اسلام نہیں، یہ قطعی ضلالت ہے ہدایت نہیں یہ تعصب ہے اسلام نہیں، یہ تجدد ہے تجدید نہیں۔

کیا اسلام سے پہلے حج و طواف مشرکین نہیں کرتے تھے، کیا وہ صفا و مروہ کی سعی نہیں کرتے تھے، کیا بتوں کا نام لے کر جانوروں کی قربانی نہیں کرتے تھے، کیا بتوں کے نام کی نذر و منت نہیں مانتے تھے، کیا وہ اپنے من مانے طریقہ پر کھڑے اور بیٹھے خود ساختہ دیوتاؤں کی پرستش نہیں کرتے تھے، مودودی صاحب کے نظریہ کے مطابق حضور شارع علیہ السلام کو وہ کعبہ جو قالب کی حیثیت رکھتا تھا جس میں ایک دو نہیں سینکڑوں بت رکھے تھے، حضرت

سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بتلائے ہوئے طریقہ حج و عبادت میں بعد کو جاہلیت کا عنصر ہی نہیں بلکہ مکمل جاہلیت کار فرما ہو گئی تھی۔ طلوع آفتاب اسلام کے بعد اس قالب کو بدل دینا چاہئے تھا، مگر ایسا نہ ہوا، بلکہ اس کا قالب وہی رہا، اصطلاحات زبان سب کچھ وہی رہا، صرف ارکان میں اصلاح فرمائی گئی قربانی جو بتوں کے نام پر ہوتی تھی اب اللہ کے نام پر ہونے لگی نہ قالب بدلا نہ اصطلاحات جو نذر و منت بتوں کے نام سے مانی جاتی اس میں مزید اصلاح کے بعد خدا کے نام سے مانی جانے لگی۔ یہود و نصاریٰ مشرکین مکہ جو اپنے طریقے عبادت کیا کرتے تھے اس کو نماز پنجگانہ کی صورت میں تشکیل دے کر ارکان میں ترمیم و اصلاح کے بعد برقرار رکھا گیا۔ جو لباس مشرکین کا تھا حضور نے اسی لباس کو کچھ پابندیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لیے روا رکھا جو زبان و اصطلاحات اہل عرب یعنی مشرکین مکہ بولا کرتے تھے حضور علیہ السلام نے اس کو نہیں بدلا۔

کیا مشرکین کی ہر ہر ادا، ذات اور بات۔ عادات و اطوار۔ گفتار و کردار، جسم و روح، غذا و لباس، اعمال و اشغال میں جہالت کار فرما نہ تھی۔ کیا بتوں کے نام پر پکائے ہوئے کھانے اور بتوں کے نام پر پالے ہوئے نذرانے کھا کر ان کے جسم و قالب کی نشو و نما نہ ہوئی تھی، کیا ان کی رگوں میں دوڑنے والا خون انہیں غذاؤں کا کرشمہ نہ تھا۔ شارع علیہ السلام نے یہ خیال کیوں نہ فرمایا کہ ان سب کو قتل کر کے خالص اسلامی طریقے سے دوسرے قالب تیار کئے جائیں ان کا لباس بھی اور ہو ان کی زبان بھی اور ہو اور ان کی اصطلاح بھی اور ہو ان کی پیدائش کا طریقہ بھی ان مشرکین سے جدا ہو، ان کی شادی و مباشرت کا طریقہ بھی جدا ہو۔ بقول مودودی اس مشرکانہ قالب میں اسلامی روح پھونک گئی تو ذہن و فکر طرز و تمدن معاشرت سب کچھ پرانا اور مشرکانہ ہے پھر کہیں یہ ہے بعد ان مسلمانوں کو اعتقادی و اخلاقی بیماریوں میں مبتلا نہ کر دے۔

مودودی صاحب نے نہ صرف تصوف، الٰہیات، عبادات ہی نہیں بلکہ اصل اسلام کی جو تصویر کشی فرمائی ہے، وہ حقیقت کے برعکس ہے۔

ہم یہ سطور لکھتے وقت بڑا دکھ محسوس کر رہے ہیں کہ غیروں نے اسلام پر جو مظالم ڈھائے ہیں وہ ان کے پاسنگ بھی نہیں جو سلوک اسلامی سپوتوں نے اسلام کے ساتھ کیا۔ اغیار نے تو اسلام کو اپنوں کے سامنے جس صورت میں پیش کیا وہ باعث تشویش تھا ہی مگر ان

مدعیانِ اسلام نے جو تصورِ دین پیش کیا ہے اُسے دیکھا جا سکتا ہے کہ فساد کی تمام تصویریں اس کے سامنے یکجا ہو گئیں ہے

اگر طوفاں میں کشتی ہو تو ہو سکتی ہیں تدبیریں
جو کشتی ہی میں طوفاں ہو تو کیا تدبیر کام آئے

بیرونی اقتدار کو تو تلوار کے زور سے روکا جا سکتا ہے مگر اندرونی فتنہ کو تلوار کے زور سے مٹانے میں صحیح العقیدہ غافل مسلمانوں کی جانب سے بغاوت کا خطرہ رہتا ہے۔ کیوں کہ دوست نما دشمن مسلم نما منافقوں، مخدوم نما جو فروشوں، اسلام کے نام پر بلیک کرنے والوں سے دھوکہ کھا جانا مشکل نہیں، اس لیے اندرونی فتنہ کا علاج، زبان و قلم ہی سے زیادہ مناسب سمجھا گیا۔

جب بھی منافقت نے انگڑائی لی، ضلالت نے کروٹ لی، کفر و جہالت نے کروٹ بدلی تو گوشہ نشین خانقاہی، چلہ کش مرشدین تسبیح و مصلیٰ رکھ کر مقابل آ گئے، نوافل و عبادات، درس و تدریس میں مشغول رہنے والے علماء نے مجاہدانہ مساعی کو بروئے کار لا کر ہر فتنہ کا منہ توڑ جواب دیکر مسلکِ حق کا پرچم بلند فرمایا اور خوابیدہ مسلم گروہ کو جھنجھوڑ کر جمود و تعطل کی گھاٹیوں سے نکالنے کا کام انجام دیتے رہے۔

جب ہم مودودی صاحب کا لٹریچر تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی خود ساختہ جماعت کے نظم و نسق کو سب سے بڑا خطرہ انہیں خانقاہی مرشدین اور عبادت گزار علماء سے رہا ہے۔ یا للعجب ایسے سیاسی لیڈر، انقلابی سوجھ بوجھ کے مالک جن کے ساتھ امریکہ کی پوری سیاسی طاقت اور سعودی سرمایہ ہو۔ ان کے خواب پریشان، بوریہ نشینوں اور چٹائی و شکستہ قلم کے علماء کا خوف اس قدر کیوں مسلط ہے۔ کیا یہ جائے حیرت اور مقامِ عبرت نہیں؟ ایک مسلک و مذہب بھی مسلط ہے، وہ ماضی کی بھولی بسری یادیں ذہن و فکر کو ضرور متفکر کرتی ہوں گی، جن کی غمازی آپ کی تحریرات کر رہی ہیں، ذہنی برو برو قلم کے ذریعہ بلکہ کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف عوام کو مشائخ و علماء حق سے بدظن کرنے کی کوشش بھی جاری ہے۔ مودودی صاحب کی تصنیفات میں سے شاید ہی کوئی ایسی ہو جس میں مشائخ کرام و علمائے عظام کے خلاف خامہ فرسائی نہ کی گئی ہو۔

علماء اور مشائخ پر مودودی صاحب کی خصوصی نظر

مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

(۱) کہیں مکمل فرنگیت ہے کہیں نہرو گاندھی کا اتباع ہے کہیں جبّے اور عماموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق چھپے ہوئے ہیں۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اوّل ص ۸۹)

(۲) خانقاہوں اور مسجدوں کے تاریک حجروں میں بیٹھنے والے اگر مذہبیت کے معنی گوشہ عزلت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کے سمجھیں اور دینداری کو عبادات کے دائرے میں محدود خیال کریں تو تعجب نہیں کہ وہ قریب ہی قریب خیال ہو۔ (سیاسی کشمکش حصہ اول ص ۹۳)

(۳) شرک کی حکمت میں بادشاہوں کو خدائی کا مقام دیا جاتا ہے روحانی پیشواؤں اور مذہبی عہدہ داروں کا ایک طبقہ مخصوص امتیازات کے ساتھ پیدا ہو گیا ہے۔ شاہی خاندان اور مذہبی طبقے مل کر ایک سلطنت قائم کرتے ہیں۔ (تجدید احیائے دین ص ۲)

پیرانِ طریقت اور بیماری

(۱) پیرانِ طریقت کے ہاتھوں ایک بیماری پھیل رہی ہے۔ رواقیت، اشراقیت، مانویت اور ویدانتزم کی آمیزش سے ایک عجیب قسم کا فلسفیانہ تصوف پیدا ہو گیا تھا جسے اسلام کے نظامِ اعتقادی و اخلاقی میں ٹھونس دیا گیا تھا۔ (تجدید ص ۹۳)

(۲) دنیا پرست علماء و مشائخ نے اس خطرے سے واقفیت کرلی تھی۔ (تجدید [illegible])

(۳) تیسرا بالکل غلط نظریہ رہبانیت پر مبنی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے ....
اس دشمن یعنی نفس و جسم کو مجاہدات و ریاضات کے ذریعہ اتنی تکلیفیں دی جائیں کہ روح پر اس کا تسلط قائم نہ رہ سکے اس طرح روح ہلکی اور پاک صاف ہو جائے گی اور لطیف کے بلند مقامات پر اڑنے کی طاقت حاصل کرے گی یہ نظریہ بجائے خود غیر تمدنی نظریہ ہے مگر تمدن پر یہ متعدد طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے اس کی بنیاد پر ایک خاص قسم کا نظامِ فلسفہ بنتا ہے جس کی مختلف شکلیں ویدانتزم، مانویت، تصوف

یہ لوگ تصوف، یسی، رہبانیت اور پھلام وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں ہر فلسفہ کے ساتھ ایک ایسا نظام اخلاق وجود میں آتا ہے جو بہت کم ایجابی اور بہت زیادہ بلکہ تمام تر سلبی نوعیت کا ہے۔ یہ دونوں چیزیں لٹریچر، عقائد، شاعری، تخیلات اور عملی زندگی میں نفوذ کرتی ہیں اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہنچے ہیں وہاں افیون اور کوکین کا کام کرتے ہیں۔

(تجدید ص ۲۲)

نمبر چار میں خالص اسلامی تصوف کو ویدانتیت، اشراقیت، مانویت، بدھ ازم کی آمیزش سے تیار شدہ ایک مرکب کا نام تصوف بتایا تھا۔ اور یہاں نمبر ۵ میں جاہلیت راہبانہ کا عنوان قائم کر کے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ جاہلیت راہبانہ سے یہ مختلف شکلیں ویدانتیت، مانویت، اشراقیت، یوگ، تصوف، یسی، رہبانیت، بدھ ازم وغیرہ ظہور میں آئیں، جس سے صاف ظاہر ہے کہ جاہلیت سے پیدا شدہ یہ تمام شکلیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک سے دوسرے کو اگر نسبت واسطہ ہو تو تعلق ہے تو صرف اتنا کہ یہ سب ایک ہی ماں یعنی جاہلیت کی اولاد ہیں۔ اگر مودودی صاحب کا پہلا قول صحیح تو دوسرا غلط ثابت ہوتا ہے اور دوسرا صحیح تو پہلا غلط۔ مگر ہمارے نزدیک یہ تضاد تصوف سے اندھی عداوت کا نتیجہ ہے اگر مودودی صاحب کے قول میں کچھ صداقت ہوتی تو دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ پہلے صحیح اسلامی تصوف کی تصویر پیش کرتے اس کے بعد اسلام کے خلاف تصوف میں جو آمیزش ہو گئی تھی اس کا خاکہ پیش کر کے دونوں کے درمیان حد فاصل قائم کر دیتے مگر ایسا نہ کرنا لفاظی پر اکتفا کر کے مسلمانوں کو علماء اہلسنت اور مشائخ حق سے بدظن کرنا اسلامی تصوف سے برگشتہ کرنا ہی مقصود ہو سکتا ہے۔

مودودی صاحب نے اپنی تصنیفات میں علمائے کرام و مشائخ عظام کو جو نوازا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ مودودی صاحب نے جب سے جدید طرز فکر کی دعوت دینے کا بیڑا اٹھایا ہے اس کام کے لیے طریقہ کار بڑا فرسودہ ۱۴۰۰ سو برس پرانا اختیار کیا ہے۔ مودودی صاحب نے ایک ایسے مسلک کی بنیاد ڈالی ہے جس کی خاطر انہیں تمام خلف و سلف سے بغاوت پر آمادہ ہونا پڑا، ملاحظہ ہو مودودی صاحب فرماتے ہیں:

اسلاف سے بیزاری

(۱) اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے۔ پرانے مفکرین و محققین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ (تنقیحات ص ۱۵ پہلا ایڈیشن)

(۲) قرآن و سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں۔ (تنقیحات ص ۱۱۴ مطبوعہ دگرہ نور پرنٹنگ پریس دہلی)

(۳) ایک مدت تک قوم میں ایسے بڑے انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی دوسری طرف ہمارے علماء و مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی فضاء سے نکلنے پر آمادہ نہ تھے ..... وہ اب بھی کہہ رہے تھے کہ چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے وہ ابھی تک فلسفہ و کلام کی وہی کتابیں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھے جن کو چھوڑ کر زمانہ پانچ سو برس آگے نکل چکا تھا۔ وہ اب بھی اپنے وعظوں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنا رہے تھے جن کو سن کر سو برس پہلے تک کے لوگ تو سر دھنتے تھے مگر آج کل کے دماغ ان کو سن کر صرف ان مفسرین و محدثین ہی سے نہیں بلکہ خود قرآن و حدیث سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں۔ (تنقیحات ص ۲۰)

(۴) علوم اسلامیہ کو بھی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجئے بلکہ ان میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول اور غیر متبدل قوانین لیجئے۔
(تنقیحات ص ۱۴۱)

(۵) اللہ اور حقوق العباد کے متعلق اسلامی قانون کے ابتدائی اور ضروری احکام بیان کئے جائیں جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لیے ناگزیر ہے مگر اس قسم کے جزئیات اس میں نہ ہونے چاہئیں۔ جیسے ہمارے فقہ کی پرانی کتابوں میں آتے ہیں۔ (تنقیحات ص ۱۸۸)

(۶) ضرورت کے ساتھ اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمرانی، حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنی نہایت ضروری ہیں۔ کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کارآمد نہیں ہیں۔ (تنقیحات ص ۱۹۵)

(۷) ہم نے کبھی اس خیال کی قدر نہیں کی کہ ہر شخص کو امام ابو حنیفہ کی اندھی تقلید کرنی

چاہیے یا ان کو غلطی سے مبرا سمجھنا چاہیے، نہ کبھی ہم نے یہ دعویٰ کیا کہ ہر کتاب میں جو "قال رسول اللہ" سے شروع ہو اس کو آنکھ بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے۔ (تفہیمات ص ۲۸۱ مطبوعہ مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن)

۱۴۔ محدثین رحمہم اللہ کی خدمات مسلم۔ یہ بھی مسلم کہ نقد حدیث کے لیے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدر اول کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کارآمد ہے کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیۃً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے وہ بہرحال تھے تو انسان ہی۔ انسانی علم کے لیے جو حدیں فطرۃً اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے تھے، انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس حدیث کو وہ (محدثین) صحیح قرار دیتے ہیں وہ حدیث حقیقت میں بھی صحیح ہے۔ صحت کا کامل یقین تو خود ان کو بھی نہ تھا۔ (تفہیمات ص ۲۹۲)

۱۵۔ محدثین کرام نے اسمائے الرجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے مگر ان میں کونسی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو؟ اول تو رواۃ کی سیرت، اور ان کے حافظہ اور ان کی دوسری باطنی خصوصیات کے متعلق بالکل صحیح علم حاصل کرنا مشکل، دوسرے خود وہ لوگ جو ان کے متعلق رائے قائم کرنے والے تھے (یعنی محدثین) انسانی کمزوریوں سے مبرا نہ تھے۔ نفس ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ تفہیمات ص ۲۹۴)

۱۶۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کوئی روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اس کی نسبت کا صحیح و معتبر ہونا بجائے خود زیر بحث ہوتا ہے۔ آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے۔ (تفہیمات ص ۳۰۴)

۱۷۔ محدثین جن بنیادوں پر احادیث کے صحیح یا غلط یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کے نامکمل ہونے کے اسباب میں بیان کر چکا ہوں۔ (تفہیمات ص ۳۰۳)

۱۸۔ قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے (تنقیحات ص ۱۹۳)

۱۹۔ اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمران، حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کارآمد نہیں ہیں۔ (تنقیحات ص ۱۹۵)

۲۰۔ سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوری کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ (تفہیمات ص ۲۹۴)

مودودی صاحب نے مندرجہ بالا تحریرات میں کوئی کسر محدثین، مفسرین، فقہاء، ائمہ مجتہدین، علماء و مصلحین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بدظن اور متنفر کرنے میں نہیں اٹھا رکھی۔ اسی پر بس نہیں جناب تو درپردہ حدیث ہی سے انکار فرما گئے خود نوائی، خود نمائی، ہمچنی دیگرے نیست کا مرض ہی ایسا ہے جو انسان اور اس کے اپنے مقصد کو بھی قعر جہالت میں دھکیل دیتا ہے۔ صرف مودودی صاحب ہی کے اوپر منحصر نہیں آپ سے پہلے بھی کتنے جہالت بیکراں کے تیر نظر کے شکار ہوئے۔

اگر مودودی صاحب بھی خود نمائی کی اس منزل پر پہنچ گئے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ بشری کمزوریوں سے وہ بھی مبرا نہیں اسی پر بس نہیں بقول مودودی صاحب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی بشری کمزوری کا غلبہ ہو جاتا تھا جبکہ صحابہ کرام کے بشری پیکر کو نور قرب الٰہی، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت نے نور حق میں ڈھانپ لیا تھا، کثافت پر لطافت کا گلوب چڑھ چکا تھا پھر بھی جب وہ نور کی چلمن سرکی جاتی بشریت کا عنصر ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر جناب مودودی صاحب جن میں بشریت کے سوا کچھ ہے ہی نہیں جہاں نری کثافت ہی کثافت ہو اگر انہیں بشری کمزوریوں کا مجسمہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ پھر کیا وجہ کہ انہیں کمزوریوں کا پیکر تسلیم نہ کیا جائے۔

یہ بھی بشری کمزوریوں میں سے ایک کمزوری ہے کہ مودودی صاحب اپنے لیے جو زینہ ہموار فرما رہے تھے جس مقصد کی خاطر آپ نے تمام محدثین و مفسرین کو بے اعتبار کرنے اور تفسیر و حدیث کے مستند ذخیرہ کو پاتال ذخیرہ کہہ کر ٹھکرا دینے کی رائے ہی نہیں کوشش کی ہے مختلف طریقوں سے عوام کے ذہنوں کو بدلنے کی چال چلی ہے۔ اسی چال نے خود مودودی صاحب کو بے اعتبار کر دیا۔ ہر عقلمند و دانشمند آپ ہی سے سوال کر سکتا ہے کہ جناب اس کا کیا ذریعہ ہے کہ آپ جس عبارت کو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کریں۔ یہ یقین ہی کر لیا جائے کہ وہ حدیث رسول ہے۔ خدارا

زبانِ انصاف سے دیکھیے اور اپنی تحریر کردہ عبارات کو معمولی ترمیم کے ساتھ پڑھیے پھر بتلایئے کہ آج چودہویں صدی میں محدثین و محققین کی کاوشوں اور تفسیر و حدیث کے ذخیرہ کو ٹھکرا کر ان سے بے نیاز ہو کر وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے یہ ثابت کر سکیں کہ جو روایت آپ کہہ رہے ہیں وہ حدیثِ رسول ہے بھی یا نہیں۔ وہ کون سا قلعہ ہے وہ کونسا مقیاس ہے وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے آپ یقین دلا سکیں کہ اب تک آپ نے اپنی تصنیفات میں جتنی احادیث لکھی ہیں وہ بالیقین احادیثِ رسول ہیں بھی یا نہیں۔ یہ سوال تو بعد کا ہے کہ صحیح و ضعیف کا مقام کسے دیا جائے۔

مودودی صاحب کی تحریر کو اس طرح پڑھیے کہ محدثین کی جگہ خود مودودی صاحب کو مخاطب کیجئے پھر نتیجہ نکالیئے کہ جناب مودودی صاحب کی خدمات مسلّم یہ بھی مسلّم کہ نقدِ حدیث کے لئے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدرِ موجودہ کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کار آمد ہے کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیۃً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے۔ مودودی صاحب بھی تو بہرحال انسان ہی ہیں انسانی علم کے لیے جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے ہیں۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو مودودی صاحب کے کام بھی محفوظ نہیں ہیں پھر جماعت اسلامی کے افراد کیسے کہہ سکتے ہیں جس حدیث کو مودودی صاحب اپنی کتب میں نقل کر دیں اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ یا جسے وہ صحیح قرار دیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔ صحت کا دعوے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

اب میں جماعت اسلامی کے افراد سے یہ عرض کروں گا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے ایں و آں، چنیں و چناں کو چھوڑ کر مندرجہ بالا اقتباسات کو بغور پڑھیں پھر ان ترمیم شدہ مودودی صاحب کی تحریر کو پڑھ کر نتیجہ نکالیں کہ مودودی صاحب کی اقتداء کیونکر درست ہو سکتی ہے۔

حدیث کی اہمیت و ضرورت

قرآن میں جو احکام بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں ان کے علاوہ وہ احکام بھی واجب الاطاعت ہیں جو رسول اللہ دیں اور ان کی اطاعت بعینہٖ ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی اطاعت مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (الآیۃ) اس سے معلوم ہوا کہ تنہا کتاب اللہ کافی

نہیں ہے۔ احکامِ رسول کی اطاعت اور اسوۂ رسول کی پیروی بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح خود کلام اللہ کے احکام کی اطاعت فرض ہے۔ اگر کتاب کی تنزیل کے بعد حدیث اور آثار سنت کے باقی رہنے کی ضرورت نہیں (اور احادیث کا تمام ذخیرہ) جو منکرینِ حدیث کے نزدیک دریا برد کر دینے کے قابل ہے تو ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت باقی نہیں رہتا کہ یہ قرآن حقیقت میں وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ اسی طرح ہماری مذہبی زندگی کے جتنے اعمال اور جتنے اصول و قوانین ہیں، یہ بھی سب کے سب بے سند ہو کر رہ جاتے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اعمال جس صورت میں ادا کئے جاتے ہیں ان کے متعلق ہم نہیں بتا سکتے کہ یہ سب رسول ﷺ کے مقرر کیے ہوئے طریق پر ہیں۔ پھر کیوں کر ممکن تھا کہ صحابہ کرام جس مقدس ہستی کو خدا کا رسول اور اسلام کا مکمل نمونہ سمجھتے تھے اس سے صرف قرآن لے لیتے اور اس کے دوسرے تمام ارشادات اور اس کے تمام اعمال کی طرف سے کان اور آنکھیں بند کر لیتے قدیم زمانہ میں نہ صرف عرب بلکہ تمام قوموں کے پاس واقعات کو محفوظ رکھنے اور بعد کی نسلوں تک پہنچانے کا یہی ایک ذریعہ تھا (یعنی حافظہ اور زبان) مگر عرب خصوصیت کے ساتھ اپنے حافظہ اور صحت نقل میں ممتاز تھے۔

جو قوم ایام العرب، کلام جاہلیت، انساب قبائل حتیٰ کہ اونٹوں اور گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد رکھتی ہو اور دوسروں کو یاد کراتی ہو، اس سے بعید تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم الشان شخصیت کے حالات اور آپ کے ارشادات کو یاد نہ رکھتی جو آنے والی نسلوں تک انہیں منتقل نہ کرتی۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو فطری بات تھی کہ لوگوں میں آپ کے احوال و اقوال کی جستجو اور زیادہ بڑھ جاتی۔ جو لوگ حضور علیہ السلام کی زیارت اور صحبت سے محروم رہ گئے تھے ان میں شوق پیدا ہونا بالکل فطری امر تھا کہ آپ کے صحبت یافتہ بزرگوں سے آپ کے ارشادات اور حالات پوچھیں۔ لوگ جہاں کسی صحابی کی خبر پا لیتے وہاں سینکڑوں میل سے سفر کر کے جاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پوچھتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست شخصیت اور آپ کی تابناک سیرت زندگی اتنی ناقابلِ انکار تھی، تو دشمن کو مسلمانوں

میں کم از کم ۱۰۰ برس تک بھی آپ کے حالات معلوم کرنے اور آپ کے ارشادات سننے اور یاد کرنے کا کام شوق نہ رہتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی مسلمان تو کجا کوئی منصف مزاج غیر مسلم بھی اس رائے کو صحیح باور نہ کرے گا۔

اس میں شک نہیں کہ (منافقین کا) ایک گروہ ایسا بھی پیدا ہو گیا تھا جو اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے جلی بیری رکھتا تھا وہ اپنے دل سے گھڑ گھڑ کر باتیں نکالتا تھا اور محض لوگوں پر اثر قائم کرنے کے لیے ان باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں سب کے سب ایسے ہی لوگ تھے؟ سب جھوٹے اور بے ایمان تھے؟ سب ایسے منافق تھے کہ اس ہستی پر بہتان گھڑتے جس کی رسالت پر وہ کم از کم دن بھر میں پانچ مرتبہ گواہی دیا کرتے تھے؟

ائمہ اور محدثین کرام کی کاوشیں

پہلی صدی کے آخر سے حدیث کے ذخیرے میں ایک حصہ ایسی روایات کا بھی داخل ہونے لگا تھا جو موضوع تھیں۔ کھرے اور کھوٹے کی آمیزش کے بعد صحیح طریق کار کیا تھا؟ کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ آمیزش کی بنا پر صحیح اور غلط سب کو رد کر دیا جائے۔ اور بعد کے مسلمان رسالت (اور احکام خداوندی) سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے؟ منکرین حدیث اس کو ایک آسان بات سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ قرآن پر ایمان رکھتے تھے انہوں نے سب کو رد کر دینے کی بہ نسبت پہاڑ کھود کر جواہر نکالنے کی مشقت کو زیادہ آسان سمجھا۔ رسالت سے اپنا اور مسلمانوں کا تعلق برقرار رکھنے کے لیے شب و روز محنتیں کیں۔ حدیثوں کو جانچنے اور پرکھنے کے اصول بنائے، کھرے اور کھوٹے کو ممتاز کیا۔ ایک طرف اصول روایت کے اعتبار سے حدیثوں کی تنقیح کی۔ دوسری طرف ہزاروں لاکھوں راویوں کے احوال کی جانچ پڑتال کی۔ تیسری طرف روایت کے اعتبار سے حدیثوں پر نقد کیا اور اس طرح سنت رسول کے متعلق ان لوگوں نے ایک ایسا ذخیرہ فراہم کر دیا جس کے برابر مستند اور معتبر ذخیرہ آج دنیا میں گزشتہ زمانے کے کسی شخص اور کسی عہد کے متعلق موجود نہیں۔

حق یہ ہے کہ مسلمانوں پر ان محدثین کا اتنا بڑا احسان ہے کہ وہ قیامت تک اس بار سے سبکدوش نہیں ہو سکتے اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے، یہ انہیں عاشقانِ رسول کے محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے پاس رسولِ اکرم اور صحابۂ کرام کے عہد کی پوری تاریخ اپنے جزئیات کے ساتھ موجود ہے۔

محدثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شناس ہوتے ہیں

حدیث کو اصول روایت پر وہی شخص جانچ سکتا ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کر کے اسلام کے اصولِ اولیہ کو خوب سمجھ لیا ہو، اور جس نے حدیث کے بیشتر ذخیرہ کا گہرا مطالعہ کر کے احادیث کو پرکھنے کی نظر بہم پہنچائی ہو۔ کثرتِ مطالعہ اور ممارست سے انسان میں ایسا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شناس ہو جاتا ہے اور اسلام کی صحیح روح اس کے دل و دماغ میں بس جاتی ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرتِ رسول کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پرانے جوہری کی بصیرت کہ وہ جواہر کی چمک سے نازک فرق بآسانی محسوس کر لیتا ہے۔ اس کی نظر بحیثیت مجموعی شریعت کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے اس کے بعد جب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اسے بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کونسی نہیں رکھتی۔ روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے۔

اسلام کا مزاج عین ذاتِ نبوی کا مزاج ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج عین قرآن کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ و سنتِ رسول کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے۔ اور کون سی چیز سنتِ نبوی سے اقرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو مسائل میں

اس کو قرآن و سنت سے کوئی چیز ہے حتیٰ ان میں ایسی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے۔ یہاں سے یہ کہ اس کی روح ، روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گم اور اس کی نظر بصیرت نبوی کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے۔ اس کا دماغ اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اسی طرح دیکھتا ہے اور سوچتا ہے جس طرح اسلام چاہتا ہے (یا بالفاظ دیگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم چاہتے ہیں)۔ اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا بھی بہت زیادہ محتاج نہیں رہتا (اس کے باوجود بھی محدثین نے خود اس سے کام نہیں لیا)

مودودی کا حسن ظن محدثین کے بارے میں

مندرجہ بالا مضمون کے بعد مودودی صاحب کی یہ تحریر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

محدثین کرام نے عہد رسالت اور عہد صحابہ کے آثار و اخبار جمع کرنے اور ان کو چھانٹنے اور ان کی حفاظت کرنے میں وہ محنتیں کی ہیں جو دنیا کے کسی گروہ نے کسی دور کے حالات کے لیے نہیں کیں۔ انہوں نے احادیث کی تنقید و تنقیح کے لیے جو طریقے اختیار کئے وہ ایسے ہیں کہ کسی دور گزشتہ کے حالات کی تحقیق کے لیے ان سے بہتر طریقے عقل انسانی نے کبھی معلوم نہیں کئے۔ تحقیق کے ذرائع میں سے زیادہ معتبر ذرائع جو انسان کے امکان میں ہیں وہ سب اس گروہ (محدثین) نے استعمال کئے ہیں اور ایسی سختی کے ساتھ استعمال کئے ہیں کہ کسی دوسری تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ (تفہیمات ص ۲۶۱)

یہ مضمون جو مودودی صاحب نے منکرین حدیث کے جواب میں لکھے گئے ہیں اسی کو تمام جماعت اسلامی کے افراد آئینہ بنالیں اور اس آئینہ میں اپنا آئینہ بغور دیکھیں یقیناً ہے کہ چہرے کے علاوہ تمام باطنی خدوخال بھی نظر آجائیں گے۔

محدثین کرام نے اسماء رجال (یعنی راویان حدیث) کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے۔ مگر اس میں کون سی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو؟ اول تو راویوں کی سیرت اور ان کے حافظہ اور ان کی دوسری باطنی خصوصیات کے متعلق بالکل صحیح علم حاصل ہونا مشکل، دوسرے خود وہ لوگ جو ان کے متعلق رائے قائم کرنے والے تھے انسان

کو دینوں سے بے نیاز نفس پرستی کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ (تفہیمات ص ۲۹۳)

- پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جو حدیث کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔ (تفہیمات ص ۲۹۳)
- کبھی ہم نے یہ دعوے کیا کہ ہر کتاب میں جو روایت ... قال رسول اللہ سے شروع ہو اس کو آنکھیں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے۔ (تفہیمات ص ۱۴۲)
- قرآن و سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرہ سے نہیں۔ (تنقیحات ص ۱۱۴)

بچے دل کی بات زبان پر آگئی۔ اب تو باطنی خدوخال بھی ظاہر ہو گئے پہلے تو محدثین کرام کی نفسیات کا سبب بتا کر حدیث کی صحت و عدم صحت بتا کر کہا پھر حدیث ہی سے انکار کر دیا۔

نو مجدد

عام خیال ہے کہ مودودی صاحب امام مہدی یا کم از کم مجدد بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ مگر میں عوام کے خیال کی تائید کس طرح کروں جبکہ میں نے مودودی صاحب کے اس خیال کی تردید میں مضمون بھی دیکھے ہیں۔ ہاں ضرور کہوں گا کہ مودودی صاحب مجددین کے پروفیسر یا کنسٹرکٹر ضرور ہیں، اور جماعت اسلامی "مجدد ساز فیکٹری" ہے۔

اب جو کوئی تجدید کے لیے کوئی کام کرنا چاہے اس کے لیے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے، لباس و اطوار سے، پیری مریدی کے سلسلہ سے، اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ (تجدید ص ۱۲۵)

ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ ذرا بھی مودودی صاحب اپنی فیکٹری جماعت اسلامی سے مجددین ڈھال کر دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ حقیقتاً مودودی صاحب کو مجدد کہنا درست نہیں خواہ مخواہ کسی پر تہمت جوڑنے سے کیا فائدہ۔ ہاں مجدد ساز۔ یا مجددین کے کنسٹرکٹر کہنے میں کوئی

مستثنیٰ نہیں۔

مجددین کے کنٹریکٹر کے نزدیک مجدد کی تعریف

مجدد نبی نہیں ہوتا مگر اپنے مزاج میں مزاجِ نبوت سے بہت قریب تر ہوتا ہے۔
(تجدید ص ۴۹)

مجدد کوئی الہامی نوعیت کا کام کرنا نہیں ہوتا جو نبی کے کام کی نوعیت ہے۔ (تجدید ص ۴۴)
تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا (تجدید ص ۴۸)
اس طرز کے مجددین کا اصل کارنامہ یہی ہوتا ہے کہ وہ تنقید سے صدہا برس کی جمی ہوئی غلط فہمیوں کا غبار چھانٹ دیتے ہیں۔ (تجدید ص ۱۷)

اگرچہ مودودی صاحب مجدد سازی کا بیڑا اٹھا چکے ہیں مگر اظہار کرتے ہیں اصلاح کا۔ اگر واقعی وہ اصلاح چاہتے ہیں تو کیا وہ میرے چند سوالات کا جواب دے سکیں گے۔

(۱) آپ دینِ اسلام کی اصلاح چاہتے ہیں یا مسلمانوں کی؟
(۲) آپ حدیث کی اصلاح چاہتے ہیں یا محدثین کی؟
(۳) آپ دورِ حاضر کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں یا ماضی کی؟

اور اگر اصلاح کے لیے تنقید ضروری ہے جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں کہ مجددین طرز کے لیڈروں کا اصل کارنامہ ہی تنقید ہے۔ اور ہر مجدد مزاجِ نبوت سے بہت قریب ہوتا ہے تو جواب طلب یہ امر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجددین ہی کے امام و مقتدا نہ تھے بلکہ امام الانبیاء بھی تھے۔ حضور نے انبیاء علیہم السلام میں سے کس کس نبی پر تنقید فرمائی۔ اور کس کس کے کارِ نبوت کی انجام دہی کی کمزوریاں، خامیاں گنائیں۔ حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کس کس نبی کے کام میں کیا کیا بات کھٹکی جس طرح آپکو مجددین کے کام میں کھٹکتی ہے۔

پہلی چیز جو کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے خلفاء کے تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہ ان کو پھر وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے

کی ضرورت تھی۔ (تجدید ص ۱۳۲)

کیا حضور نے کبھی یہ فرمایا کہ مجھے ان حضرات کے کام میں یہ بات کھٹکی اور انہوں نے اپنی امتوں کے مرض کا صحیح اندازہ نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے وہ دعوتِ دین کی پوری اشاعت نہ کر سکے جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار بھی تھا۔ جب کہ امم سابقہ اپنے دور کے مصلح کی تعلیم سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ جب کہ اکثر انبیاء کی قوموں میں شرک ترقی کر گیا اکثریت بھی ایمان نہ لا سکی ان حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا کچھ دشوار نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے کارِ نبوت پر اگر حضور تنقید فرماتے تو تفسیر و حدیث کے تمام ذخیرے سے بزرگ تر زیادہ ذخیرہ ہوتا۔

اگر دعوتِ حق اور تجدید یا اصلاح کے لیے تنقید ضروری ہوتی تو قرآن کریم تنقید سے بھرپور ہوتا۔ پھر مودودی صاحب نے تجدیدی کام کے بہانے قرآن و سنت کے خلاف قرآنی مسلک اور مزاجِ نبوی کے خلاف بیڑا کیوں اٹھایا ہے۔ اس لیے کہ آپ کو تجدیدِ دین نہیں کرنا ہے بلکہ دین کی آڑ میں اقتدار حاصل کرنا ہے۔

صورت بھی آپ کی ہے
آئینہ بھی آپ کا

ہم نے اس عنوان کے تحت مودودی صاحب کی وہ عبارتیں جو انہوں نے مسلک اہلسنت یعنی قرآن و حدیث اور اکابر کے خلاف لکھی ہیں۔ ہم نے ان کا جواب مودودی صاحب ہی کی تحریرات سے دیا ہے کہ لوہے کو شوشے سے کیوں کاٹیں لوہے کو لوہے ہی سے کاٹا جائے تو انسب ہے۔

ہم مندرجہ ذیل متضاد عبارات دو کالم میں نقل کرتے ہیں ہر ایک کالم میں مودودی صاحب کی عبارات انہیں کی کتب کے حوالے سے درج کرتے ہیں تاکہ اہلِ بصیرت و ایمان کسوٹی

* سنت سے مراد قرآن و حدیث و اقوال ائمہ مجتہدین و مجتہدین ہیں۔ ۱۲ منہ

آسانی سمجھا جاتا ہے اور آخر وقت میں دفعتہً کو تقریر انداز کیا جاتا ہے تا آخر ماہرین حدیثین پر ایمان بالغیب لانے سے گریز کریں اور دیکھئے صورت بھی آپ کی ہے آئینہ بھی آپ کا

کیا اب بھی مسلمان کہا جائے گا آپکو

خوش قسمتی سے ہندوستان میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی ہے (یعنی جماعت اسلامی) جو علوم جدیدہ میں بصیرت رکھنے کے ساتھ دل سے اور تفرق و فکر کے اعتبار پورے مسلمان ہیں۔ (تنقیحات ص۱۷۴)

کروٹ

یہاں کروڑوں کی تعداد میں ایک ایسی قوم بستی ہے جو نہ پوری مسلمان ہے نہ پوری غیر مسلم (سیاسی کشمکش ص...)

اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالیے جو لفظ مسلمان کہی جاتی ہے۔ نفاق اور بدعقیدگی کی کوئی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہے۔ اور وہ (جماعت اسلامی کے نام نہاد مسلمانوں میں موجود نہ ہوں۔ اسلامی جماعت کے تمام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر جمے ہوئے ہیں

(تنقیحات ص۱۴۲)

جماعت اسلامی کے اراکین ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں اور بتائیں کہ خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہیئے یا بدنصیبی پر رونا چاہیئے۔ مودودی صاحب نے کسی کی تخصیص نہیں فرمائی ایک سرے سے پوری قوم مسلم خصوصاً جماعت کے افراد پر بھی تنقید کر ڈالی۔ یہ بقول آپ کے ایک مستند محقق کا ارشاد ہے جس میں لغزش کا شائبہ بھی نہیں۔ اب بتائیے نفاق و بدعقیدگی کی کون سی قسم آپ میں نہیں۔ اگر ایک قسم سے بھی انکار کر دیا تو مودودی صاحب جھوٹے قرار پائیں گے۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب بتائیے گا۔

صورت بھی آپ کی ہے آئینہ بھی آپ کا

مجھ کو آسان ہے کافر کو مسلمان کہنا ؛ جب میں چاہوں تو مسلمان کو مشرک کہہ دوں

انسان خواہ وہ خدا کا قائل ہو یا منکر ہوتا — اگر ایمان کے ساتھ انکار بھی ہو سکتا ہے

کر سکتا ہو یا جبر کر، خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی۔ جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے۔ اور اسی قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو گویا وہ بغیر جانے بوجھے بجز محدود اختیار کے خدا ہی کی بندگی کر رہا ہے۔ اسی کے سامنے سر بسجود ہے اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے۔ اس کا چلنا پھرنا، جاگنا سونا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے۔ چاہے وہ اپنے اختیار سے کسی اور کی پوجا کر رہا ہو اور اپنی زبان سے کسی اور کی بندگی راگ گا رہا ہو۔ مگر اس کا رونگٹا رونگٹا اسی خدا کی عبادت میں مشغول ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اسی کا نغمہ اسی کی عبادت میں جو کر رہا ہے اس کا قلب اسی کی بجا(آوری) میں، جو مشرک ہے اس کے اعضاء اسی کی بجا(آوری) میں کام کر رہے ہیں اور اس کی زبان بھی جس سے وہ خدا کو جھٹلاتا ہے غیروں کی حمد و ثنا کرتا ہے دراصل اسی کی حمد میں چل رہی ہے ..... اس طرح پر حیوان و انسان، کافر و مشرک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ (تفہیمات ص۳۵)

اگر تنظیم کے ساتھ تنفیذ بھی ہو سکتی ہے اگر یہ ممکن ہے کہ کسی کا احترام بھی دل میں ہو اور اس کا مذاق بھی اڑایا جائے۔ اگر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ خلاف ورزی پر فخر کرنے والا اور پیروی کر کے قابل سمجھنے والا بھی پیرو اور مطیع ہو، تو یہ ماننا پڑے گا کہ بغاوت ہی عین اطاعت ہے اور تحقیر ہی عین تعظیم ہے اور انکار ہی کا نام ایمان ہے۔ جو نہیں ٹھوکر مارتا ہے وہی دراصل تعظیم و تصدیق کرنے والا ہے۔ (تنقیحات ص۱۴۲)

صرف اس لیے کر کے خدا خوش ہوگا۔ پس دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں اور کھوہوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہاتھ عبادت نہیں (حقیقت صوم و صلوٰۃ ص۱۰)

خدا کہتا ہے جو کہتا ہے کہ یہ عبادت صرف تسبیح مصلے اور سہ ہفتائی تک محدود ہے۔ مومن صرف اسی وقت اللہ کا عبادت گزار نہیں ہوتا جب وہ دن میں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور بارہ مہینوں میں ایک مہینے کے روزے رکھتا ہے۔ اور سال میں ایک وقت زکوٰۃ دیتا ہے اور عمر میں ایک مرتبہ حج کرتا ہے۔

(تفہیمات ص۵۵)

جماعت اسلامی اور مودودی صاحب پر جان و ایمان، دین و دولت قربان کرنے والو بتاؤ
کہ تم میں اور کافر میں کیا فرق ہے۔ اگر نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کا فرق ہے تو بقول مودودی صاحب
یہ عبادت نہیں۔ اور اگر عبادت ہے تو زندگی کا ہر فعل یہاں تک کہ ٹھاکر جی شیوا، غیر کی پرستش
پتھروں کی پوجا بھی عبادت ہے۔ دیکھئے

مست بھی آپ کی ہے

اختیارات نبوت کا میں انکار کروں؟
خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت
ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء
(دستور جماعت اسلامی ص)
• سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو
ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان)
• محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا
مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان)

آئینہ بھی آپ کا

اختیار اتنا تو دنیا میں بھی حاصل ہے۔
جب انسان عبادت کے اس مرتبہ پر
پہنچ جاتا ہے تو اس کو وہ شرف حاصل ہوتا
ہے جس میں کائنات کی کوئی مخلوق اس کی
ہمسری کا دعوے نہیں کر سکتی حتیٰ کہ ملک
اس کے مقام سے فروتر ہوتے ہیں وہ
دنیا میں بالفعل خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔
(تفہیمات ص ۸۴)
خلیفہ اس زمین پر انسان کو اپنے خلیفہ کی
حیثیت سے مامور کیا ہے یہاں کچھ اختیارات
اسکو عطا کیے ہیں، کچھ ذمہ داریاں اس پر
ڈالی ہیں اسکے سپرد کی ہیں (رسالہ دینیات)

جماعت اسلامی کے وہ افراد جو جان و ایمان کا مالک مودودی صاحب کو بنا چکے ہیں
وہ اپنے قلب سے پوچھیں اور سوچیں کہ ہم جس کے پیچھے ہیں چاہے انہیں دنیا کافر کہے دین کہے، بلکہ جناب
مودودی صاحب بھی منافق اور غیر مسلم کہیں چاہے جاہلیت مشرکانہ کا لیبل چسپاں کریں۔
سب گوارا، دین جائے بلا سے جائے مگر مودودی صاحب کا دامن نہ چھوٹے۔ آخر مودودی صاحب
سے تو پوچھو کہ جناب آپ کی کونسی بات حق ہے اور کونسی ناحق۔ ہم سب تو زبان و قلم کے پکے
ہیں جو کہہ چکا اس پر قائم ہیں، نہ دروغ کا خوف ہے نہ جیل کا ڈر۔ مگر آپ کے زبان و قلم

میں ثبات و استحکام کہیں نہیں۔ آپ کی تحریرات میں ایسا ہی تضاد کیوں ہے۔ کیا آپ کی اقتداء
درست ہو سکتی ہے۔ مگر ان اندھے مقلدوں کو ترس آتا ہے، نہ کوئی مودودی صاحب کو کافر
کہہ دے تو برہم ہو جائیں، چاہے مودودی صاحب ان کو کافر کہیں وہ گوارا، کوئی مودودی
صاحب کو جھوٹا کہہ دے تو آنکھیں سرخ ہو جائیں۔ مودودی صاحب کی دوستی سے انکار
کر دے تو لڑنے کو تیار ہو جائیں۔ مگر کوئی خدا و رسول کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دے تو نہ
جبیں پر بل نہ غصہ آئے۔ نہ آنکھیں سرخ ہوں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

اگر روز حشر اللہ جل شانہٗ نے سوال فرمایا کہ جن الفاظ اور انداز بیان کو اپنے اور اپنے
دوستوں، خصوصاً اپنے مقتدا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے لیے کسر شان، وہتک، گستاخی
و بے ادبی سمجھتے تھے وہی الفاظ اور انداز بیان میرے اور میرے پیاروں کے لیے کیسے دل سے
سننا گوارا کر لیے۔ بتائیے تو اس وقت کیا جواب ہو گا۔

بعض وہ افراد ہیں جو ایسی سخت توہین آمیز باتیں سن کر اپنے علاقہ کے امیر جماعت سے
سوال کر بیٹھتے ہیں کہ یہ باتیں کہاں تک درست ہیں، تو جواب ملتا ہے کہ آپ اب تک اسی
ماحول میں رہے ہیں جہاں ایسی باتوں کو ہوا بنا دیا گیا ہے حقیقتاً یہ مسائل اصول نہیں کہ ان پر
توہین و گستاخی یا کفر و اسلام کا دار و مدار ہو، حضرت علماء نے ایسے مسائل کو عقائد کی صف
میں گھسیٹ لیا ہے۔ دیکھئے مودودی صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

اعتقادی باتوں سے بچنے کی ہدایت

علماء کے پاس اب وقت نہیں کہ وہ الہیات، مابعد الطبیعیات اور فقہی جزئیات کی بحثوں
میں لگے رہیں کہ رسول اللہ کو علم غیب تھا یا نہیں؟ خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟
رسول کا نظیر ممکن ہے یا نہیں۔ ایصال ثواب اور زیارت قبور کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
(تفہیمات ص ۵۰)

ایصال ثواب اور زیارت قبور تو غیر منصوص بات میں سے ہیں اکتساب فیض اور نزول برکت
حق کا ذریعہ ہے۔ اعتقادی اور اصولی مسائل نہیں، باقی مسائل تو اعتقادی اور اصولی ہیں۔

صرف کسی باطنی سروری کے بچھنے سے وہ فروعی جزئیات تسلیم نہیں کئے جا سکتے، پھر مودودی صاحب کی کتابیں دکھانے سے کیا فائدہ، مومنین کو قرآن و حدیث ہی دکھا کر مطمئن کیا جا سکتا ہے۔
تحریک مودودی صاحب کے افراد کو مطمئن کرنا ہے ان کے اطمینان کے لیے مودودی صاحب کی تحریرات ہی سکون کا باعث ہو سکتی ہیں کیونکہ مودودی صاحب کے ارکان تحریرات کو نرالی دلیل یا نرالی اقوال کہتے ہیں میرے نزدیک وجہ کو سوچنے سے کا فلسفی کو ذہن ہے (یہ صرف میرا ذاتی نظریہ ہے) لہٰذا میں مودودی صاحب کی تحریرات ہی سے ان کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ دیکھئے ان کا گل افشاں قلم کیا گل کھلاتا ہے۔

اسلام کی ترقی کے رُک جانے کے ذمہ دار علماء ہیں

جب تک علمائے اسلام اس ماخذ دینی سے اکتساب علم کرتے رہے، اجتہاد صحیح سے کام لے کر اپنے اجتہاد سے عملی مسائل حل کرتے رہے اس وقت تک اسلام زمانہ کے ساتھ حرکت کرتا رہا، مگر جب قرآن میں غور و تدبر کرنا چھوڑ دیا گیا، جب احادیث کی تحقیق اور چھان بین بند ہو گئی، جب آنکھیں بند کر کے پچھلے مفسرین اور محدثین کی تقلید کی جانے لگی، جب پچھلے فقہاء و متکلمین کے اجتہادات کو اٹل اور دائمی قانون بنا دیا گیا، جب کتاب و سنت سے براہ راست اکتساب علم ترک کر دیا گیا، اور جب کتاب و سنت کے اصول کو چھوڑ کر بزرگوں کے نکالے ہوئے فروع ہی اصل بنا لیے گئے تو اسلام کی ترقی دفعتاً رک گئی۔
(تنقیحات ص ۱۴۰)

دیکھئے ادھر تو مودودی صاحب نے علمائے کرام کو حکم امتناعی دے کر ریٹائرڈ کر دیا۔ یہاں فرماتے ہیں کہ جب سے علماء نے قرآن و سنت سے براہ راست اکتساب علم چھوڑ دیا اسلام کی ترقی دفعتاً رک گئی۔ ایک تو براہ راست کا جملہ ہی بڑا عارفانہ ہے، کاش مودودی صاحب براہ راست اکتساب علم کا طریقہ بھی بتا دیتے، وہ ایسا کہ عوام و خواص سب اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کیوں کہ آپ نے کئی جگہ عوام کو بھی اس کام پر اکسایا ہے۔ اگر آپ نے وہ طریقہ بتا دیا تو دنیائے اسلام پر بڑا احسان ہوگا۔ ایک طرف تو آپ کی جماعت کی کمال رقمیں

تنظیم کے لیے بچ رہیں گی جو آپ کی تصانیف منگانے اور چھپوانے پر خرچ ہوتی ہیں۔ دوسری طرف آپ کے سر سے بھی تحریر و تنقید، تفہیم کی تمام مصیبتیں ٹل جائیں گی، ہر شخص براہ راست قرآن و سنت سے مسائل حل کر لیا کرے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیں کہ وہ کون سے فقہاء و متکلمین ہیں جن کے اجتہاد کو اٹل اور دائمی قانون بنا لیا گیا۔ اور وہ فروع کیا ہیں جنہیں اصل بنا لیا گیا، یہ تدبیر بتا کر اپنی جماعت اور خود اپنی ذات پر احسان فرمائیں گے اور دوسری بات بتا کر تمام مسلمانوں پر کرم فرمائیں گے۔
اب سنئے ان مسائل کے متعلق جن کی بحثوں میں پڑنے سے نہ صرف عوام بلکہ علماء تک کو جناب نے منع فرمایا ہے۔

علم غیب کا ثبوت مودودی صاحب کے قلم سے

(۱) اللہ کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ تم کو براہ راست غیب کا علم دے بلکہ وہ اس کام کے لیے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ (تفہیمات ص ۲۴۹)
(۲) اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے غیب کا علم ہر انسان پر فرداً فرداً ظاہر نہیں کرتا بلکہ اپنے بندوں میں سے کسی خاص بندے پر ظاہر کرتا ہے اس لیے عام انسانوں پر لازم ہے کہ وہ اس بندے پر ایمان لائیں۔ (تفہیمات ص ۲۵۱)
(۳) نبی کی نظر اللہ کی دی ہوئی روشنی اور بصیرت کے زور سے آپ ماوراء کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔ (تفہیمات ص ۲۴۴)
(۴) یہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے ان کو وہ علم حق دیا ہے جو عام انسانوں کو نہیں دیا۔
(تفہیمات ص ۲۲۹)

مثل مشہور ہے کہ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے، حق بات وہ جو منکر کے بھی زبان و قلم سے اپنا اقرار کرا لے۔ اللہ کا یہ قاعدہ نہیں کہ تم کو براہ راست غیب کا علم دے۔ مودودی صاحب کے براہ راست سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو بھی علم غیب ہے۔ مگر براہ راست نہیں بلکہ نبی کے ذریعہ سے۔ اس سے نہ صرف حضور کا علم غیب ہونا ثابت

ہوا بلکہ اولیائے کرام کے لیے بھی علم غیب ثابت ہو گیا۔

مگر مودودی صاحب کے بارے میں ہم نہیں بتا سکتے کہ انہوں نے اکتسابِ علم کے لیے حضور کا وسیلہ اختیار کیا یا نہیں، اگر وہ وسیلہ کے منکر ہیں تو علم حق سے کورے ہیں۔ اگر وسیلہ کے منکر نہیں تو انبیائے کرام کے علم سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔

بے مثل بشریت کا ثبوت مودودی صاحب کے قلم سے

(۱) جب اطاعت کا غیر مشروط اور غیر محدود حکم دے دیا گیا تو یہ اطمینان رہنا بھی ضروری تھا کہ نبی کی اطاعت اپنے جیسے ایک انسان کی اطاعت نہیں ہے جیسا کہ جاہل کفار کا خیال تھا۔ (تفہیمات ص ۱۵۰)

(۲) اللہ اپنے رسول کی جبلت میں جو غیر معمولی قوتیں ودیعت فرماتا ہے وہ صرف تبلیغ رسالت ہی کے کام نہیں آتیں، بلکہ ہر میدان میں اپنی امتیازی شان دکھا کر رہتی ہے۔ (تفہیمات ۲۰۹)

(۳) اب یکایک وہ ایک بے مثل حکیم۔ ایک لاجواب مصلح اخلاق و تمدن، ایک حیرت انگیز ماہر سیاست ایک زبردست مقنن ایک اعلیٰ درجہ کا جج ایک بے نظیر سپہ سالار بن کر ظاہر ہوا۔ اس نے یعنی اس ان پڑھ صحرا نشین نے حکمت و دانائی کی وہ باتیں کہنی شروع کر دیں جو نہ اس سے پہلے کسی نے کہی تھیں، نہ اس کے بعد کوئی کہہ سکا۔ (تفہیمات ۲۱۰)

(۴) (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) سچائی کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے اس شخص سے زیادہ سچا اور کون ہو گا جس کو ایک نہایت مخفی ذریعہ سے ایسے بے نظیر کمالات حاصل ہوئے۔ (تفہیمات ص ۲۱۵)

دیکھئے صداقت اس کو کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول ایسا سچا کہ اس کے مثل دوسرا نہ ہو تو خدا کی صداقت سے کس مودودی کو انکار ہو گا۔ کیا اس خدا کے لیے یہ گمان کسی صاحب ایمان کے دل میں گزر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمنافقین۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ نبی کی اطاعت اپنے

جیسے انسان کی اطاعت نہیں بلکہ بشریت کا خیال جاہل کفار کا تھا۔ بقول مودودی صاحب پڑھے لکھے کفار بھی ایسے گندے خیالات نہیں رکھتے تھے چہ جائیکہ کوئی کلمہ گو اور وہ بھی مومن مسلم۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی قوتیں اور شان امتیاز بخشی ہے۔ وہ تو وہ ان کے کمالات بھی بے نظیر ہیں۔

اگر اب بھی کسی کا دل نور ایمان سے محروم ہے تو ہمارے پاس اس کا کچھ علاج نہیں مولیٰ تعالیٰ قبول حق کی توفیق بخشے (آمین)

قہر معبودی بر جبار مودودی

۹۲/۴۷۹

جناب علمائے دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کیا فرماتے ہیں کہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کے عقائد کیسے ہیں؟ اہل سنت وجماعت کے موافق ہیں یا خلاف۔ ان کے عقائد کفر تک تو نہیں پہنچے۔ اگر حد کفر تک پہنچ گئے ہیں تو چند عقائد کفریہ انہیں کی کتاب سے مع حوالہ کے تحریر فرما کر ہم ناواقفوں کو آگاہ فرمائیے۔ فقط

راقم خادم حافظ منیر الدین ساکن منشا ضلع فتحپور

الجواب: اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

ابن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید اور اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان اور ابن سعود نجدی نے الہدیۃ السنیہ اور اس کے اردو ترجمے تحفۂ وہابیہ کے ذریعہ جو وہابیت ونجدیت پھیلائی تھی۔ اس وہابیت کو اب نئے لباس میں مودودی نے پیش کیا ہے یعنی وہابیت تو وہی پرانی ہے مگر مودودی کے نئے لباس میں ہے۔ یہ دیکھئے مودودی کی کتاب دستور جماعت اسلامی ص۲ میں مودودی نے صاف لکھ دیا کہ:۔

”دنیا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں، خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء“

ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی سلطنت میں حضرات انبیاء کرام وملائکہ عظام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو اختیارات بخشے ہیں۔ ان کا انکار کرنا قرآن پاک کو جھٹلانا ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:۔

أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ — اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو دولتمند کردیا۔

اور قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُونَ — اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اور فرمایا ہے:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ — اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً — اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا — پھر کام کی تدبیر کریں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ — تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

کیا اس کا کام بے اختیاری ہے؟ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے فرماتا ہے:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً — میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

کیا خلیفہ بالکل بے اختیار ہوسکتا ہے؟ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے یوں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا — اور دریا کو یوں ہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے

یہ کیسا عظیم اختیار ہے۔ اولیائے کرام کی شان میں ہے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ؕ

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کا فضل ہے۔

اگر یہ اختیار نہ تھے تو کتنا دور ملک سبا سے ملک شام میں دربار سلیمانی میں اتنا بڑا عظیم الشان تخت پلک جھپکے پیش کرتے اور مسلمانوں کو حکم فرمایا۔ قرآن عظیم میں ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

اگر یہ اختیار ہی نہیں تو نیکی پر دوسرے کی مدد اور بدی میں مدد کرنے سے اجتناب کر کے حکم الٰہی کی تعمیل کیسے کریں گے۔ بہرحال ان آیتوں نے بتا دیا کہ مودودی وہابی جھوٹا کذاب آیات قرآنیہ کا منکر ہے۔ مسلمان اس سے پرہیز کریں۔

اساسی دستور جماعت اسلامی کے صفحہ ۹ میں لکھتا ہے۔

"ہر وہ خیال یا عقیدہ یا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اُسے اختیار کرے جو اس کے خلاف ہو اُسے ترک کرے اور دین میں جو عمل مطلوب ہو اُسے عمل کرنے کے لیے اسی ہر شخص ولیت کی طرف رجوع کرے"

دیکھئے ہر شخص عام و خاص، عالم و جاہل کو مودودی نے عام اجازت دے دی کہ وہ اپنی سمجھ اپنے طریقے اپنے خیال کے مطابق قرآن و حدیث سے جو اس کی سمجھ میں آئے اس پر عمل کرے اور جو اس کی سمجھ کے خلاف ہو اُسے چھوڑ دے۔ کیا یہ قرآن حکیم کی آیت مبارکہ

فَاسْئَلُوْۤا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ — تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں

کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ — علم نہیں

کا صاف انکار اور اس حکم الٰہی کی تکذیب نہیں ہے؟ اور اسی مودودی نے اپنی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" صفحہ ۵۱ پر لکھتا ہے کہ

"اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا بزرگ کو پکارتا ہوں تو یہ ضرور اس کو الٰہ (یعنی معبود) بنانا ہے اور اسی سے دعا مانگنا ہے۔"

سُنّی بھائیو غور فرمائیں کہ کس طرح مودودی نے اس عبارت میں تمام امت مرحومہ کو کافر و مشرک بنا دیا۔ اور شفا شریف میں ہے۔

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ

ہم قطعی طور پر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ایسا قول کہے جس سے تمام امت کو گمراہ بنانے کی راہ نکلے۔

تو یہ قول بھی مودودی کا کفر ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی کفری زہریلی تبلیغ سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مودودی کے وہابی گمراہ وہابیت کا ملمع ساز ہونے کا ثبوت چاہیے تو دیکھئے پیغام حق کی اشاعت خاص جس میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے ظفر منزل تاجپورہ لاہور سے مودودی کی تحریک "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" شائع کی ہے اس کے دیباچے کے صفحہ ۸ میں لکھتا ہے کہ "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں"

"مولانا کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ شرک کے رد اور توحید کی تائید میں حضرت مولانا اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان سے سادہ تبلیغ اور بہتر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت و ترجیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا اس کو مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں بالکل اچھوتے انداز سے بیان کر کے تبلیغ اسلام کی صف میں اپنے لیے ایک ممتاز مقام بنا لیا ہے۔"

مسلمان بھائی! اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ ایم۔ اے نے کیا گواہی دی، ایم۔ اے نے صاف صاف اقرار دے دیا کہ اسمٰعیل دہلوی کے تقویۃ الایمان معرم کی ہی

تبلیغ واشاعت وہابی سے زیادہ شاطرانہ انداز سے مودودی صاحب کر رہے ہیں۔ اور وہابی والی وہابیت کو مختلف طریقوں اور پیرایوں میں پیش کر رہے ہیں۔ صرف الفاظ کا ایکسں چینج ہوا ہے اور حقیقتاً مودودی کی تحریروں میں وہی تقویۃ الایمان والی وہابیت و نجدیت ہے۔ مسلمانوں کو مودودی اور مودودی کی تعلیم اور اس کی تحریک سے قطعاً اور دور رہنا چاہیے۔ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا کہ

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ — اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

اور فرماتا ہے۔۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ — تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرماتا ہے۔

لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ — اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

ذرا دیکھئے مودودی کی تنقیحات ص ۱۳۲ میں ہے کہ

"قرآن اور سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔"

مسلمانو! دیکھو دیکھو مودودی کی خارجیت و غیر مقلدیت نجدیت و چکڑالویت و عیاری و مکاری کو کہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو مقدم و ضروری بھی بتا رہا ہے مگر کھلا کر کیا کہتا ہے۔ کہ تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں کو باطل ٹھہراتا ہے۔

مسلمانو! جانتے ہو کہ پرانی اور حقیقی تفسیر کون سی ہے وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچی پھر وہ تفسیر پرانی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان فرمائی اور خصوصاً حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو ارشاد فرمائی اور حدیث مبارکہ کا پرانا اور صحیح ذخیرہ وہی ہے جو حضرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ اور نیا ذخیرہ بعد کے کذابوں خارجیوں وہابیوں دیوبندیوں مبتدعوں کا

کا گڑھا ہوا ہے۔ جو قطعاً یقیناً باطل و ناقابل قبول ہے۔ تو جو ذخیرہ شرعاً محمود و مقبول وہ مودودی کے نزدیک ناقابل قبول و نامقبول۔ اور بعد کا ذخیرہ جو شرعاً مردود و نامقبول وہ مودودی کے نزدیک قابل عمل اور مقبول۔ اور اس قدیم اور واقعی اور سچے ذخیرہ تفسیر و حدیث کو مودودی ناقابل قبول کہہ چکا تو یہ قرآن عظیم کی آیت مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کا کھلا ہوا انکار اور کفر ہے یا نہیں اور اس کا نام چکڑالویت و نیچریت ہے یا نہیں؟ پھر یہ مودودی کی تنقیحات ص ۲۲۴ میں ہے کہ

"علوم اسلامیہ کو بھی ان کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجئے بلکہ ان میں سے متاخرین کی آمیزش کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجئے۔"

مسلمان بھائی اس مودودی کی عیاری و مکاری کو دیکھیں کہ مسلمانوں کے ایمان پر کس طرح ڈاکہ ڈالا اور بے ایمان بناتا ہے کہ ص ۲۰۰ میں مسلمانوں کو پرانے متقدمین سے چھڑایا اور بیگانہ بنایا ہے ص ۲۲۴ میں متاخرین سے جدا کرایا اور متقدمین و متاخرین سب سے جدا کر کے خبیث وہابیت غیر مقلدیت سامنے رکھ دی یہ ہے مودودی کی شاطرانہ چال۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرضیکہ، مودودی نے متقدمین (یعنی اگلوں) کے ذریعے اور متاخرین (یعنی پچھلوں) کے ذریعہ جو دین کی باتیں منتقل کریں سب سے مسلمانوں کو بیگانہ بنا کر بد مذہب و بے دین و وہابی بنا دیا۔ ہر انصاف پسند غور کرے کہ متقدمین اور متاخرین دونوں سے مودودی بالکل دستبردار بنا دے گا، تو اب دین میں باقی کیا رہ جائے گا۔ یعنی متقدمین حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ دین و علماء عارفین و اولیائے کاملین و محدثین و مفسرین نے جو دین کی باتیں کتب و فقہ و کلام و تفسیر میں لکھ دیں اور متاخرین یعنی بعد کے علماء نے جو ان متقدمین کرام کی بعض عبارات کی توضیحات و تشریحات فرما دیں۔ ان سب سے مودودی نے اس عبارت میں مسلمانوں کو دور و نفور کرایا تو اسلام اور دین میں رہا کیا۔ معاذ اللہ۔ دین تو سرے سے رخصت ہو گیا۔ اب مودودی کے اقوال بدتر از بول رہ گئے ہیں۔ جس کے لیے مودودی نے

سب سے پچھڑا کر اپنا راستہ صاف کرلیا ہے۔ چنانچہ یہی تنقیحات ص۲۱۰ میں لکھتا ہے۔

"قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے"

دیکھئے دیکھئے مودودی کی عیاری و چالبازی کہ متقدمین و متاخرین کے ارشادات گرامی تو مودودی کو نامقبول اور بے وزن ہوں کہ ایک آزاد منش پروفیسر کی باتیں اور اقوال عامہ کے سامنے مودودی کو مقبول ہیں اور اسی کا نام وہابیت اور غیر مقلدیت ہے کہ عوام کو پروفیسر کے پیچھے لگا کر مودودی خود دوسری کروٹ چل کر منصفہ تفہیم القرآن میں لکھتا ہے:۔

"اس میں (تفہیم القرآن میں) جس چیز کی کوشش میں نے کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آجائے اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے اسے جوں کا توں زبان میں منتقل کر دوں"

یعنی اوپر والی عبارت سے تو عوام کو پروفیسر کے پیچھے لگایا اور اس عبارت پر خود پروفیسر بن کر عوام کو اپنی طرف موڑ لیا۔ اسی کو خارجیت اور غیر مقلدیت کہتے ہیں۔ کہ متقدمین اور متاخرین سب کو باغی بنا کر اپنے پیچھے مودودی نے لگا لیا۔ مسلمان یہ بھی خوب یاد رکھیں کہ مودودی نے حضرات متقدمین و متاخرین کی تصنیفات سے تو متنفر بنایا اور اپنی من گھڑت کو جوں کا توں پیش کر کے مسلمانوں کو زور لیے پیچھے لگا لیا اور کیا وہابی کے سر پر سینگ ہوگا۔ پھر یہ دیکھئے، ترجمان القرآن ماہ اگست ۱۹۳۶ء میں مودودی نے لکھا ہے کہ

"میں اس بات کا بھی سخت مخالف ہوں کہ علمائے کرام وقت کے رجحانات سے منہ موڑ کر بیٹھ جائیں اور اس امر کو بھول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدائع کے زمانہ تصنیف میں نہیں بلکہ نعمتی سائنٹیفک اور تیز رفتار تمدنی دور میں کے دور میں جیتے ہیں اس دور میں روز نئے مسائل کا پیدا ہونا لابد ہے اور ان مسائل کو ہدایہ اور ہدایہ کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ خود ترجمان سائل نے لکھا شفعا [illegible] ظاہر کیا ہے رہنمائی کے لیے علمائے اسلام میں وسعت نظر اور روح اجتہاد کی ضرورت ہے قدم قدم پر عالمگیری اور تاتارخانی کو دیکھ کر سند لا د بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئے زمانہ کا مسلمان قرآن و حدیث کو چھوڑ کر بھاگ کر منہ اٹھائے کا چل نکلے گا جس طرح ترک اور [illegible]

چل نکلے گا"

مسلمان سوچیں اور غور کریں کہ یہ حکومت اسلامی و شریعت اسلامی کی تبلیغ ہو رہی ہے یا الزامی ابلیس کی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمان بتائیں کہ ہر شخص ہدایہ، درمختار، عالمگیری، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ قاضی خاں سب کو بیکار بتانے سب سے نفرت دلانے وہ بے دین نہیں تو کون ہے۔

خلاصہ یہ کہ مودودی عقائد و تحریک وہابیت و خارجیت و چکڑالویت و نیچریت و رافضیت و غیر مقلدیت و دیوبندیت کا مجموعہ ہے۔ جماعت مودودی میں ہر بد مذہب و بد دینی کا داخلہ ہے جیسا کہ عبارات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ یہ دیکھئے مودودی کی تحریر ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد [illegible] ملاحظہ کر:۔

"وہ سوا برس [illegible] کی تنقیح شدہ مذہبیت یہ ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کو منجمد ایک شاستر بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس میں صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے"

اس عبارت نے مودودی کے دل کی کھول کر رکھ دی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی مودودی لکھے وہ سب معاذ اللہ دین ہے اور شریعت ہے اور جو احکام دین و شریعت احادیث مبارکہ اور تفاسیر و کتب فقہ و کلام میں موجود ہیں وہ سب معاذ اللہ منسوخ شدہ (جیسے) گئے ہیں اور شاستر ہیں۔

مسلمانو! خدارا انصاف۔ کیا احکام شرع و دین کو شاستر بتانے والا مسلمان ہو سکتا ہے اگر ایسا گستاخ دریدہ و گندہ دہن بھی مسلمان ہو سکتا ہے تو شاید دنیا میں کوئی کافر و مرتد و منافق ملحد نہ ہوگا۔ مودودی کا منشاء قرآن و حدیث و تفسیر و فقہ کو ختم کر کے اپنی ڈکٹیٹری کو چلانا اور مشرک بنانا ہے جیسا کہ مودودی کی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" کے ص [illegible] کی عبارت اوپر گزری کہ جس کی رو سے تمام امت کو مودودی نے مشرک کر دیا۔ معاذ اللہ کی حیثیت سے مودودی کو دیکھنا ہے تو یہ دیکھئے اخبار نئی آواز لکھنؤ مورخہ ۲۲ ر نومبر ۱۹۵۴ء جلد ۹ پرچہ ۲۴۴ صفحہ ۲ کالم ۶، ۷ میں ہے کہ

"۲ مئی ۲۴ ر نومبر ۱۹۵۳ء پنجاب میں قادیانی ڈھونگ کے خلاف کے متعلق تحقیقات کرنے والی۔

عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے جرح کے جواب میں لارڈ ذیلا مہسنے کہا کہ یہ سچ ہے
کہ ہمیں کے یہ کافی وجوہ ہیں کہ جماعت اسلامی کے لیڈر مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کو امریکہ سے
مالی امداد ملتی تھی۔ جب عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ وہ امریکی ادارے کون سے ہیں جو مولانا
مودودی کو امداد دیتے ہیں تو گواہ نے یہ کہا کہ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو پیچیدگی پیدا
ہو جائے گی"

اس مضمون کی سرخی قومی آواز نے یہ لگائی ہے کہ
"مولانا مودودی کو امریکہ سے امداد ملتی رہی ہے"

یہ مضمون صاف صاف ڈنکے کی چوٹ پکار پکار کر اعلان کر رہا ہے کہ مودودی امریکہ کا تنخواہ دار
ایجنٹ ہے اور مودودی کی تحریک امریکی تحریک ہے۔ امریکی اشاروں پر مودودی نے اسلام
کو بیدین بنانے کا تہیہ کیا ہے اور مودودی اپنا دین و ضمیر امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر چکا ہے
اب خود امریکی پولیٹیکل ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہے۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس مضمون کو تفصیل سے دیکھنا ہو تو کتاب کال النفب "تاریخ وہابیان" [1] وہابیہ میں
دیکھیے!

خلاصہ کلام یہ کہ مودودی اپنی حیثیت سے کافر مرتد اور دینی حیثیت سے اسلام کا
باغی اور مسلمانوں کا غدار اور امریکہ کا وفادار ایجنٹ و طرفدار ہے اور مودودی کی تحریک
کفری تحریک اور اسلام کش امریکی تحریک ہے۔ مسلمانوں کو مودودی تحریک میں شریک
ہونا حرام حرام حرام ہے۔ اور جو سنی بھائی دھوکے میں شریک ہو گئے انہیں فوراً اپنی بیزاری
ظاہر کر کے الگ ہو جانا چاہیے۔ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا۔

وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا   اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد
تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ   آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔
الظَّالِمِينَ ۝

دنیا والوں پر خوب ظاہر و روشن ہے کہ عیسائی دنیا اسلام کی کھلی ہوئی دشمن اور

[1] عنقریب مکتبہ قادریہ شائع کر رہا ہے۔

پیغمبر اسلام حضور سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت و عظمت
کی حفاظت سے امریکی حکومت کسی قسم کا ارادہ مودودی جیسے کو مال دے گی تو کیوں۔ یقیناً وہ اسلام
کی معاذ اللہ بیخ کنی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر صرف کرے گی، تو ثابت ہو گیا کہ امریکہ
نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے مودودی کو اپنا پولیٹیکل ایجنٹ اور آلۂ کار بنایا ہے۔ مودودی کے
عقائد کفریہ ظاہر ہو چکے اس کا دشمن اسلام و قرآن ہونا کھل گیا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سچا جاننے
اور ماننے اور حق و اہل حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور باطل اور اہل باطل سے دور
دور رکھے۔ آمین ثم آمین۔ حدیث شریف میں ہے۔

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ
تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ

یعنی آخر زمانہ میں جھوٹے دجال مکار بہت جھوٹے لوگ ہوں گے وہ تم کو وہ گمراہی ہوئی
حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنیں اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنیں (دیکھو ضروری)
ان فریبیوں سے بچو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں
وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں اور حدیث پاک میں ہے۔

لا تجالسوهم ولا تواكلوهم   یعنی ان کے ساتھ بیٹھو مت ان کے ساتھ کھانا مت
ولا تشاربوهم ولا تصلوا   کھاؤ۔ ان کے ساتھ مت پیو ان کے ساتھ
معهم ولا تصلوا عليهم   نماز پڑھو ان کے جنازہ پر نماز نہ پڑھو۔
ولا تناكحوهم۔   ان کے ساتھ بیاہ شادی مت کرو۔

تفصیل کے لیے کتاب مستطاب "ابحاث سنت" کا مطالعہ کیجئے۔

خدا تعالیٰ اس مودودی وہابی فتنہ سے مسلمانان اہلسنت کو محفوظ و مامون رکھے۔
آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ النبی الامین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ وادام التسلیم۔

فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان سنی حنفی قادری
برکاتی رضوی مجددی غفرلہ خطیب جامع مسجد مدینہ منورہ بمبئی ۹

ماڈرن مولانا مودودی صاحب سے خطاب

خدارا اسلام کو بدنام نہ کیجئے

مودودی صاحب نے قرآن و سنت کے پرچم کو سرنگوں کر کے علم سیاست کو بلند کیا ہے

از محمد حنیف صاحب نیازی مدیر ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ پاکستان

مودودی صاحب نے مس فاطمہ جناح کی حمایت کر کے اپنی تمام تحریرات و تحریکات کا جنازہ نکال دیا ہے۔ خیر ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ آج کل سیاست نام ہی دھوکا اور دم کا ہے۔ حصولِ اقتدار کے لئے ایک سیاسی لیڈر کو سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں صرف دکھ اس بات کا ہے کہ اس سیاسی کھیل میں بھی مذہب کی آڑ لی جاتی ہے۔ قرآن و سنت کا نام لے کر عورت کی سربراہی کا جواز پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ بات ہمارے وہم و خیال میں بھی نہ تھی کہ کوئی "مودودی" مولانا قسم کا شخص بھی عورت کی سربراہی کو جائز پیش کر سکتا ہے۔ مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے مودودی صاحب کا یہ بیان پڑھا کہ

"جس وقت وہ (ملکہ سبا) حضرت سلیمان پر ایمان لے آئیں تو حضرت سلیمانؑ کو وحی نازل نہیں ہوئی کہ عورت کو سربراہ مملکت نہیں رہنا چاہئیے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کے سربراہ مملکت ہونے میں کوئی ہرج نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ عورت کو سربراہی پر بحال کرنا یا چن کر ناجائز نہیں" (ماخذ نوائے وقت لاہور مورخہ [illegible] ۱۲)

حالانکہ یہ وہی مودودی صاحب ہیں جنہوں نے عورت کی سربراہی و سیاست میں شرکت کے خلاف نہایت کڑے سے کڑا جواب کتاب و سنت کے نصوص صریحہ اور اصول

اسلام کے منافی قرار دیا ہے۔ مگر اب انہی مودودی صاحب کو جوش انتقام ایوب کی حکومت کی مخالفت اور جذبۂ انتقام سے مغلوب ہو کر اپنے بیان کردہ بنیادی اصولوں کے خلاف عورت کے سربراہِ مملکت ہونے میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا ہے وہ "ایوب دشمنی" میں اتنے مغلوب الغضب ہو چکے ہیں کہ انہیں قرآن پاک کا ارشاد بھی یاد نہیں رہا کہ۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خداترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔" (تفہیم القرآن مودودی ص ۴۴۹)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مودودی صاحب زبانی و خیالی طور پر عورت کے سربراہِ مملکت بننے کے خلاف ساری عمر اصول بیان فرماتے رہے جب اصول پر عمل میں پہلی مرتبہ خود عمل کرنے کا موقع آیا تو انہوں نے کمال بے ارتقی و اقتدار پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بیان کردہ تمام اسلامی و بنیادی اصولوں کو سیاست کی کند چھری سے ذبح کر دیا ہے

نادان گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

کے مصداق فوراً ایک عورت کی قیادت کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال لیا حالانکہ مس فاطمہ جناح مودودی صاحب کی تصریحات کے مطابق ایک عورت و غیر متقی اور طالب اقتدار ہونے کے لحاظ سے قطعاً قیادت کے اہل و سزاوار نہیں۔

جہاں تک مودودی صاحب کے ملکہ سبا کے حوالہ کا تعلق ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ مس فاطمہ جناح کی حمایت سے پہلے کیا مودودی صاحب کو یہ حوالہ یاد نہیں آیا۔ مودودی صاحب کے بیان کردہ نصوص صریحہ کے برعکس ملکہ سبا کا حوالہ کیا ان کی اپنی ہی تکذیب کے مترادف نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو عورت کی عدم سربراہی کے متعلق وحی نازل نہیں ہوئی تو کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس سلسلہ میں وحی نازل نہیں ہوئی؟ ہم شریعت محمدیہ کی پیروی کے مکلف ہیں یا شریعت سلیمانیہ کی!

ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ مودودی صاحب اس سلسلہ میں اپنی جماعت کے فیصلہ کی پوری پوری تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"جماعت بحیثیت جماعت جب کوئی فیصلہ کرے تو اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا جیسے مشاورت میں میری عدم موجودگی میں محترم خالد جارح کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے میں اس فیصلہ سے کسی صورت بھی مجال انکار نہیں کر سکتا" (کوہستان ۱۰)

گویا مودودی جماعت کا نظام اسلام سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہے کہ بوقت ضرورت اس کے بنیادی اصول و نصوص صریحہ میں تو تبدیلی ہو سکتی ہے لیکن مودودی جماعت کے فیصلہ میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے نہ کسی صورت مجال انکار ہے

بریں عقل و دانش بباید گریست

کاش مودودی صاحب اور کچھ نہیں تو کم از کم اسی بات کا احساس فرماتے کہ موجودہ حالات میں بالخصوص عورت کو صدر مملکت بنانا عورت کی آزادی و مردوزن کی مساوات کے حامیوں کی بہت بڑی فتح ہوگی۔ اور بے پردگی و زن پرستی کو اب سے کہیں زیادہ فروغ حاصل ہوگا۔

شمشیر خداوندی برگردن مودودی

(از سید محمد عارف رضوی نانپاروی مدرس منظر اسلام۔ بریلی)

چلی آئی ہے کشتی خشکیوں پر جو تری تکراتی
اُبھرتی ڈوبتی بچتی وہاں اور یہاں ؛
کبھی پُر خار وادی میں کبھی پُر شور دریا پر
کبھی اس کے اشاروں پر کبھی اُس کے اشاروں پر

سفینۂ اسلام جہاں ایک جانب انسانی قلوب کو ساحل نجات کی دعوت دیتا رہا ہے وہاں ہزاروں تھپیڑوں سے ٹکراتا بھی رہا ہے کبھی مسیلمہ کذاب کے جھوٹے متبعین نے اس پر یلغار کی تو کبھی خارجیت کی موجوں نے اس کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہا ہے کبھی رافضیت جیسی غل کی خوشنما ردا اوڑھ کر اس سے زور آزما ہوئی ہے کبھی فتنۂ اعتزال اس کے سیل ونہار سے برسوں کھیلتا رہا ہے لیکن دنیا جانتی ہے کہ یہ ننھا سا پودا اس وقت بھی جبل مستحکم ثابت ہوا جب مسیلمہ کذاب کی طاغوتی طاقت اس کے بالمقابل آئی۔ اس آفتاب رشد و ہدایت کی نورانی کرنوں نے برقی خاطف کی طرح دشمنان اسلام کی نگاہوں کو اس وقت بھی خیرہ کر دیا جب عبداللہ بن سبا کی ٹولی اس سے فاتحانہ ہوئی یہ کشتی خارجیت واعتزال کے پُر شور تھپیڑوں سے نکل کر اس وقت بھی اپنے ساحل سے جا لگی جب اس کا سیلاب اپنے تیز دھاروں کی رَو میں لے بہا لیجانا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے ملت کا ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدس سے بُعد ہوتا گیا مسلمانوں کے مذہبی احساس میں بھی کمی واقع ہوتی گئی اور اس طرح یہ طاغوتی طاقتیں اسلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں مگر مسلمانوں کے شیرازہ میں انتشار اور ان کے عقائد میں فساد برپا کرنے میں خود کامیاب ہو گئیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی۔ مودودی تحریک ہے جس کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے

تمہیداً چند باتیں عرض کرنا ضروری ہے۔

اسلام کا مرکز ام القریٰ کو بتایا تاکہ دائرے کا خط ہر طرف سے برابر سطح ارض کا احاطہ کرے اور دنیا محسنِ انسانیت حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک سے روشن اور منور ہو سکے۔ اس مقدس شہر کے باشندوں کی زبان عربی تھی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد ہے اس لیے حضور کی زبان بھی عربی ہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن عربی میں نازل ہوا۔

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ کسی زبان کی کما حقہٗ واقفیت کا انحصار صرف ڈکشنری ہی پر نہیں ہے کیونکہ کثرتِ استعمال، مشاہدات و تجربات سے کچھ اصطلاحات بھی قائم ہو جاتی ہیں جن کو سمجھنے کے لیے کسی اہلِ زبان کی ترجمانی ضروری ہے۔ اسی طرح حقیقت و مجاز، مشترک و مؤول کی تعیین کا حق صرف صاحبِ کلام، یا اس سے استفادہ کرنے والے ہی کو ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام کو بھی قرآنی نکات، رموز و اسرار کی حقیقت و واقفیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اب صحابہ چونکہ کتاب و سنت دونوں کے امانت دار تھے لہٰذا انہوں نے اس دولت سے تابعین کو مالا مال کیا۔ تابعین نے تبع تابعین کو اور اسی طرح کتاب و سنت کی دولت ائمہ مجتہدین متقدمین و متاخرین علماء تک پہنچی جو آج تک ان کی تصنیفات میں موجود ہے۔

یہ اسباب اس امر کے داعی ہیں کہ کتاب و سنت کے لیے صحابہ و تابعین، تبع تابعین و ائمہ مجتہدین، محدثین و مفسرین کی اقتدا ضروری ہے۔ آج جو بھی کتاب و سنت کی تعلیم دینا چاہے وہ انہیں بزرگوں کی تصنیفات کا گہری نظر سے مطالعہ کرے اور انہیں کے مرتبہ اصول کے مطابق کتاب و سنت کی تعلیم دے تو وہ تعلیم یقیناً عوام و خواص کے لیے نفع بخش ہوگی۔

فی زمانہ جن لوگوں نے بھی اس اصول سے اعراض کیا، صرف عقل کی روشنی میں کتاب و سنت کو سمجھنا چاہا ہے وہ ہمیشہ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے ہیں۔ ہندوستان میں اس بات کا آغاز اسمٰعیل دہلوی سے ہوتا ہے۔ بعدہٗ مسٹر سر سید علی گڑھ نے خامہ فرسائی کی جیسا کہ اس کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔ مسٹر ازبر شبلی نعمانی کا ہے جنہوں نے سیرتِ رسول کا نام لے کر [illegible] کی شاگردی کا حق ادا کیا ہے۔ کاش یہ لوگ مغربیت کے نام سے پیچھے کو اُتار دیتے تو اس بُری طرح نہ پھنستے کہ سیرۃ النبی کا نام لے کر سینکڑوں جگہ معجزاتِ رسول ہی کا انکار کر ڈالا۔ اسی سلسلہ کی ایک

کڑی مودودی صاحب ہیں جو صرف اپنی رائے سے کتاب و سنت کو سمجھنے سمجھانے کا دعوے رکھتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو جماعتِ اسلامی سے موسوم کرتے ہیں۔ کتاب و سنت کا نام لے کر اپنے منہ میں جو کچھ سمجھا دیتے ہیں وہی ان کے لیے گویا وحیِ آسمانی ہے۔ اگرچہ وہ جمہور اہلسنت کے خلاف ہو۔ لیکن مودودی صاحب سر سید وغیرہ کا انجام دیکھ چکے تھے۔ جن کی غالب وجہ عوام و خواص کا یہ نظریہ تھا کہ کتاب و سنت کے سمجھنے کے لیے کسی ایک فرد کا اجتہاد کافی نہیں تاوقتیکہ وہ اپنے مجتہد و فکر کے لیے ائمہ مجتہدین، محدثین و مفسرین متقدمین و متاخرین کی تصنیفات کو مشعلِ راہ نہ بنائے اور انہیں کی تحقیقات کی روشنی میں لوگوں کو کتاب و سنت کی تعلیم نہ دے۔

لہٰذا انہوں نے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہ سمجھا کہ ان بزرگوں کی تصنیفات پر تنقیدی نظر ڈالی جائے اور اس ضمن میں ان محدثین و مفسرین، ائمہ مجتہدین، اصفیا و صالحین کی کتابوں سے کچھ فرضی خامیاں ابھر کر مودودی صاحب کی نظر میں ہوں، انکا خیال کہ ان کی تصنیفات ہی کو ناقابلِ عمل قرار دیا جائے۔ جب لوگوں کے دلوں سے ان کی عقیدت و ارادت ہی نہ رہ جائے گی تو یہ کلیہ بھی ان کے ذہن سے خود بخود نکل جائے گا۔

اس ضمن میں مودودی صاحب نے ان بزرگوں کو جو کچھ کہا ہے اور تنقید و تبصرہ کا سہارا لے کر جس بے دردی سے ان کے معتقدات کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کی ایک جھلک ذیل میں بعنوان مودودی صاحب کی تنقیدات کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ مودودی صاحب تنقیحات میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس کے ساتھ علومِ اسلامیہ کو بھی ان قدیم کتابوں سے جن کا ثقل زیادہ بے جان ہے، متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے اصلی اصول اور حقیقی احکامات اور قانون منضبط کرائیے۔ ان کو اس اسپرٹ والے اشخاص کے ہاتھ میں دیجئے اور ان کا بیج زرخیز دماغوں میں بویا کیجئے۔ اس طرح کے لیے اگر جا بجا مدارس کھل جائیں گے۔ ہر جگہ زرخیز نونہال ہوں گے۔ قرآن و سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔"

اب ناظرین خود ہی غور فرمائیں کہ تفسیر و حدیث کا پرانا ذخیرہ کن حضرات کا ہے، ان لوگوں نے کیا کارنامے کئے۔ دیکھو پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح خدمت کی ہے۔ لیکن مودودی صاحب نے ایک جانب تو یہ ثابت کیا کہ ان کتابوں میں متاخرین کی آمیزش ہے۔ دوسرے

یہ کہ تفسیر و حدیث کا پرانا ذخیرہ۔ اب اس قابل نہیں کہ اس میں سے لوگوں کو تعلیم دی جاسکے۔ اسی طرح فقہ اسلامی پر ایک جگہ تنقید کرتے ہوئے، فقہ اسلامی کا مذاق اڑاتے ہوئے مودودی صاحب اس طرح رقمطراز ہیں کہ:۔

"فقہ کا قانون بہت سخت ہے اور اپنی سختیوں کی وجہ سے عورتوں کی زندگی تباہ کر دینے والا اور ان کو مرتد بنانے والا ہے" (تنقیحات صفحہ)

ناظرین کرام مودودی صاحب کے ان الفاظ کی بوالعجبی ملاحظہ فرمائیں جس ذہن و فکر نے اس نظریے کو تسلیم کر لیا ہوگا وہ مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرنے پر یقیناً مجبور ہوگا۔

(۱) یہ قانون وہی شخص پیش کرنے کی جرأت کرے گا جو کتاب و سنت کے فہم و بصیرت سے کلیتہً عاری ہو۔ (۲) ایسا قانون ساز اجتہاد کی صلاحیت تو درکنار اس لائق بھی نہیں کہ اس کا شمار مومن صالحین کی صف میں کیا جاسکے۔ (۳) اگر شخص مذکور نے واقعی اجتہاد کیا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی تقلید سے قطعاً دست بردار ہوں ورنہ معلوم نہیں کس وقت زہر ہلاہل کو شہد میں گھول کر مسلمانوں کو پلا دے اور مسلمانوں کا سفینۂ ایمان بحر ارتداد میں غرق ہو جائے۔

ذرا غور فرمائیں کہ یہ قیل و قال ان باکمال ہستیوں کے متعلق ہے جن کی دینی خدمات اور تبحر علمی کا اعتراف خود مودودی صاحب بھی اپنے لٹریچر میں کر چکے ہیں اور فقہائے عظام و ائمہ کرام کی مدح یوں رقمطراز ہیں کہ

"ان لوگوں نے یہ سارا کام تمام تر شاہی جبر کے، ہمارے حکمرانوں کی مداخلت سے بالکل آزاد ہو کر بلکہ اس کی خیر اندازیوں کا سخت مقابلہ کر کے انجام دیا۔ اور اس سلسلہ میں وہ تکلیفیں اٹھائیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے بنو امیہ اور بنی عباس دونوں کے زمانہ میں کوڑوں کی مار اور قید کی سزائیں بھگتیں۔ یہاں تک کہ زہر سے ان کا خاتمہ ہی کر دیا گیا۔"

کہیں کافر بھی تو کہہ جاتا ہے ایمان کی بات

یہی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی خدمات کا اعتراف کرنے کے بعد عوام کو یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ فقہ کا قانون عورتوں کی زندگی کو تباہ کرنے والا اور ان کو مرتد بنانے والا ہے۔ یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ پر مودودی صاحب کی بے ڈھنگ تنقید و ریسرچ کی ایک جھلک

گزشتہ والے صفحات سے ناظرین کرام کو بخوبی اندازہ ہو چکا ہوگا کہ مودودی صاحب نے کس کس طرح بزرگان دین کو نشانۂ ملامت بنایا ہے۔ کہیں تو آپ نے عقیدت و ارادت کی جبین چاک کی ہے ائمہ کرام اور محدثین عظام اور صحابہ کرام کی برگزیدہ ہستیوں کو نشانۂ ملامت بنایا ہے تو کہیں مشرکانہ رسم و رواج کے موجدین کی اجمالی فہرست میں ان اللہ کے نیک بندوں کو شمار کیا ہے۔

چنانچہ تجدید و احیائے دین میں تحریر فرماتے ہیں (جاہلیت مشرکانہ)

"دوسرا جاہلیت نظریہ شرک کے اصولوں پر مبنی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کا انتظام اتفاقی تو نہیں ہے اور نہ بے خدا ہے مگر اس کا ایک خداوند نہیں بلکہ بہت سے خداوند ہیں (تجدید و احیائے دین صفحہ ۱)"

جاہلیت مشرکانہ کی تعریف سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ شرک کی جہالت جن لوگوں میں پائی جائے گی وہ بلاشبہ پکے مشرک ہوں گے اگرچہ وہ لوگ بزعم خویش خود کو مسلمان ہی کہتے ہوں۔ ورنہ کم از کم ان لوگوں کے متعلق یہ تصور قائم کر لینا ایک بدیہی بات ہے کہ ایسے افراد و اشخاص ضعیف الاعتقاد و فاسق و فاجر ایمان باللہ کے مفہوم سے کلیتہً ناواقف ضرور ہیں بلکہ ایسے لوگ اسلام کے لیے ننگ و عار ہیں۔ جیسا کہ اس جاہلیت مشرکانہ کے تحت چند سطور بعد خود ہی تحریر فرماتے ہیں:۔

"جن قوموں میں خدا وند اعلیٰ یعنی اللہ کا تصور پایا گیا ہے وہاں تو خدائی کا نظام کچھ اس طرز کا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور دوسرے خدا اس کے وزیر، درباری مصاحب، عہدہ دار اور اہلکار ہیں مگر انسان بادشاہ تک براہ راست نہیں پہنچ سکتا اس لیے کہ سارے معاملات ماتحت خداؤں ہی سے وابستہ رہتے ہیں۔ (تجدید و احیائے دین صفحہ ۱)"

مذکورہ عبارت کا ماحصل مودودی صاحب کی تصریحات کے مطابق یہ ہے کہ جاہلیت مشرکانہ دو جماعتوں میں مشترک ہے۔ ایک جماعت تو صرف مشرکین کی ہے اور دوسری جماعت ان لوگوں کی ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں نمازیں ادا کرتے ہیں، ماہ صیام میں روزہ رکھا کرتے ہیں، فریضۂ حج تسلیم کرتے ہوئے بصد استطاعت حج بیت اللہ بھی کرتے ہیں۔ ان کے مقابر مقابر المسلمین اور ان کی عبادت گاہیں مساجد المسلمین

کہلاتی ہیں۔ چنانچہ انہیں بزرگوں کے متعلق اسی جاہلیتِ مشرکانہ کے تحت بڑی جسارت سے
تحریر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"جاہلیتِ خالصہ کے بعد (یعنی جاہلیتِ مشرکانہ) دوسری قسم کی جاہلیت ہے جس
میں انسان قدیم ترین زمانے سے آج تک مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ گھٹیا درجے کی جاہل
حالت میں یہ کیفیت رونما ہوئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ
واحد قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام رخصت ہو گئیں
(یعنی مجسمہ پرستی) مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء،
مشائخ اور ظل اللہیوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی ہے۔ جاہل
دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا جن کی ساری زندگی
بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھی۔
ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نیاز، نذر، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان،
علم، تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی
گئی۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور و غیاب،
کرامات و خوارق، اختیارات و تصرفات اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق
ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی
ہے۔ تیسری طرف توسل اور استمداد روحانی اور کسب فیض وغیرہ ناموں کے خوشنما پردوں
میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں ان بزرگوں کے متعلق
ہو گئے اور عملاً وہی حالت قائم ہو گئی جو اللہ کے ماننے والے مشرکین کے ہاں ہے جن کے
نزدیک بادشاہِ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے
والے تمام امور نیچے کے اہلکاروں ہی سے متعلق ہیں۔ ... اہل اللہ کہلاتے ہیں اور انہیں
غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں؟
(تجدید و احیائے دین صفحہ ۱۰ طبع پنجم)

مذکورہ بالا عبارت سے صاحب بصیرت خود ہی اندازہ لگا لیں گے کہ مودودی صاحب

اولیاء کرام جن کا اہل خطا صالحین امت کی متبرکات کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں جن کو غوث کو غوث اور
قطب کو قطب، ابدال کو ابدال ماننا اور ایسا سمجھنا بھی مودودی صاحب کے نزدیک معصیت کا وہی مرتبہ
رکھتا ہے جو ایک مشرک غیر اللہ کو الٰہ، رب، داتا، اوتار، ابن اللہ کہہ کر رکھتا ہے۔ نیز ان کے نزدیک توسل
استمداد روحانی اولیاء کرام و اہل خطا سے کسب فیض بھی جاہلیتِ مشرکانہ کی ایک کڑی ہے اسی طرح
مودودی کے نزدیک کسی کی فاتحہ کسی اللہ والے کی نیاز مثلاً مدینہ منورہ، بغداد شریف، اجمیر مقدس،
قصور، دہلی، کلیر وغیرہ بقصد زیارت جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی مسلمان کا کاشی، متھرا، جگن ناتھ،
گیا، سومنات کی تیرتھ کو جانا اور ان جگہوں میں جا کر اہل ہنود کے پوجا پاٹ میں شریک ہونا۔
العیاذ باللہ۔ یہ بھی مودودی کے نزدیک کسی بزرگ کی کرامات کا اعتراف بالکل اسی طرح کا ہے کہ جو اللہ
کے مقرب بندے ہوتے ہیں ان سے خوارق عادات یعنی کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر انہیں
کرامات سے کسی اللہ والے کو متصف ماننا بھی مودودی کے نزدیک مشرکین کی میتھالوجی سے کم
نہیں۔ مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مودودی صاحب کے اس نظریہ کے مطابق تصوف اسلامیہ
کا ایک فرد بھی جاہلیتِ مشرکانہ سے نہ بچ سکا۔ لیکن تعجب اس امر کا ہے کہ مسلمانوں پر ایسا سخت
حکم لگانے کے بعد بھی ان امور کے جاہلیتِ مشرکانہ ہونے پر کوئی دلیل پیش نہ کی گئی اور دعوے
بغیر دلیل کوئی نہیں بلکہ مردود و نامقبول ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مودودی صاحب
دلائل و براہین سے بالکل عاری و عاجز ہیں اسی لئے مرتے دم تک ایک بھی دلیل بھی کتاب و
سنت کی روشنی میں پیش نہ کر سکے۔

یہ ہے وہ مودودی نظریہ جس کے تحت عامۃ المسلمین شرک و بدعقیدگی میں قدیم ترین
زمانے سے آج تک مبتلا ہوتے ہی رہے ہیں لیکن وہ لوگ بھی جاہلیتِ مشرکانہ کی اس گندگی
سے نہ بچ سکے جو دین پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امانت دار ما انبیائے کرام کے مقاصد
جلیلہ سے عامۃ الناس کو روشناس کرانے والے ہیں۔ کیونکہ جب ہم ان کے کارناموں کا جائزہ
لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی ساری زندگی ان امور میں سے بیشتر امور کی ایجاد و بقا
میں صرف ہوئی جنہیں مودودی صاحب جاہلیتِ مشرکانہ میں شمار کر چکے ہیں۔ دور مت جائیے
خود وہ حضرات بھی جاہلیتِ مشرکانہ سے نہ بچ سکے جنہیں مودودی صاحب امت کے بڑے بڑے

مجددین میں شمار کر چکے ہیں۔ سب سے پہلے شاہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کی خانہ تلاشی لیجیے جو بقول مودودی صاحب شاہ ولی اللہ صاحب کی مجددیت کا تتمہ ہیں۔ اور انہیں شاہ اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کی تعریف و توصیف کا خطبہ اس طرح پڑھتے نظر آتے ہیں۔

"ان لوگوں نے عام خلائق کے دین، اخلاق اور معاملات کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہنچ سکے وہاں زندگیوں میں ایسا زبردست انقلاب رونما ہوا کہ صحابہ کرام کے دور کی یاد تازہ ہو گئی۔" (تجدید و احیائے دین ص ۱۲۰)

اب آئیے مودودی صاحب بھی صحابہ کرام کی یاد تازہ فرمائیں۔

اول طالب را باید کہ وضو درست نمودہ بطور نماز نشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسل این بزرگان نماید و بغایت تمام زاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر ... شروع نماید۔

پہلے طالب کو چاہیے کہ باوضو دو زانو نماز کی طرح بیٹھے اور فاتحہ اس طریقہ کے اکابر کا یعنی خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہم کے نام پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان بزرگوں کے واسطے سے التجا کرے اور بہت ہی عجز و نیاز اور کثرت دعا سے اپنی مشکل کے حل ہونے کی دعا کرے۔

(صراط مستقیم ص ۱۶۱)

حضرت مودودی صاحب اب تو صحابہ کرام کی یاد تازہ ہو ہی گئی ہوگی۔ ؎

جس بُت کی محبت میں دیوانہ پھرے برسوں
اس بُت نے ہی رسوا سرِ بازار کیا ہے

آپ فرماتے ہیں فاتحہ شرک کا نرا پوجا پاٹ ہے۔ اور آپ کے شاہ اسمٰعیل اپنی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں فاتحہ سے پہلے وضو بھی کرے یہی نہیں بلکہ دو زانو نماز کی طرح بیٹھ کر فاتحہ پڑھے اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں انہیں بزرگوں کے توسط سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا بھی کرے۔ ایک اور مقام پر یہی اسمٰعیل فاتحہ کی افضلیت کے متعلق لکھتے ہیں:

نہ پنداشتند کہ نفع رسانیدن باموات

یہ نہ سمجھو کہ مردوں کو نفع پہنچانے اور فاتحہ خوانی

باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل است۔ (صراط مستقیم ص ۱۲۵)

کے ذریعے نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ معنی بہتر اور افضل ہیں۔

شاہ صاحب طبع لطیف پر یہ شبہ طاری ہو کر یہاں تو صرف فاتحہ کا ذکر ہے میں نے تو تمام پوجا پاٹ کے مجموعہ کو جاہلیت مشرکانہ سے تعبیر کیا ہے۔ تو لیجیے اسمٰعیل صاحب نے یہ بھی فیصلہ کر دیا۔ لکھتے ہیں:

پس در خوبی ایں قدر امور از سوم فاتحہ و اعراس و نذر و نیاز اموات شک نیست۔

(صراط مستقیم ص ۶۳)

ان عبارات سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت کا مجدد انہیں امور یعنی بقول مودودی صاحب شرک کا نرا پوجا پاٹ ہی کی ترویج کے لیے پیدا ہوا تھا جبھی تو اس کو یہی کہنا پڑا کہ فاتحہ عرس نذر و نیاز اموات کی خوبی میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ فرماتے ہیں "شک نیست"۔ اب معلوم نہیں مودودی صاحب شاہ اسمٰعیل کو مشرک کے کس درجہ میں رکھتے ہیں۔

اب تک تو آپ نے عرس و فاتحہ نذر و نیاز توسل و استمداد کے متعلق شاہ اسمٰعیل کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں لیکن آگے چل کر شاہ صاحب نے تو کمال ہی کر دیا۔ وہ بات ثابت کر دی جو مودودی صاحب کے نزدیک شرک کی بدترین جہالت ہے یعنی اولیائے کرام کے لیے تصرف اس عالم میں مان لینا جس کا ارتکاب اسمٰعیل صاحب کو مشرک سے بچا ہی نہیں سکتا۔ ساتھ ہی اولیائے کرام سے اکتساب فیض کا بھی اقرار کیا ہے جو مودودی صاحب کے نزدیک محال نہیں تو قریب المحال ضرور ہے۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق لکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔

تفضیل جناب ولایت مآب مرتضوی و غیرہا جہاز عہد کو است حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہر بواسطہ ایشاں ست و سلطنت سلاطین و امارت امراء ہمت ایشاں را دخلے است کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔

(صراط مستقیم)

تفضیل ولایت اور اہل بیت وغیرہا کے تمام مناصب اولیا حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے تا اختتام دنیا سب انہیں کے وسیلہ اور واسطے سے ہیں۔ سلاطین کی سلطنت اور امراء کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت کو سیر

کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

صدیقین کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

وبسبب ہمیں اجتبا و اصطفا، رضائے حق رضائے ایشاں منسوب شدہ و ناراضی حق ناراضی ایشاں منحصر گردید حق باشد ایشاں و ناری و خلق پیدا کرد۔ (صراط مستقیم ص ۳۰)

یعنی صدیقین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ان کا اتباع خدا کا اتباع ان کی رضا خدا کی رضا

اسی صراط مستقیم میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و ایں کبرا را میرسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را میرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔	ان منصب رفیعہ کے مالک عالم مثال و شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ماذون مطلق ہیں۔ ان بزرگوں کو حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف منسوب کریں اور کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

(صراط مستقیم ص ۳۳)

آگے لکھتے ہیں:

اکابر ایں طریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کردہ تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ الہام شدہ و رابط جوارح آں ایشاں گشتہ و سعید ہ واند۔

یہاں تو غضب ہی کر دیا۔ مجذوبین و شہداء کو ملائکہ مدبرات الامر میں داخل کر کے عالم میں تصرفات کرنے والا مان لیا۔ اب مودودی صاحب اپنے امام و مجتہد کے متعلق دیکھئے کیا حکم لگاتے ہیں۔ حوالے اور بھی پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن اس شمارے میں شاہ ولی اللہ صاحب کے اقتباسات بھی چونکہ درج کرنے ہیں اس لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اب آگے شاہ ولی اللہ صاحب کی رائے گرامی بھی ملاحظہ فرمائیں اور مودودی صاحب کو داد دیں کہ کس خوبی سے مجدد کا خطاب دے کر ان کو بھی مشرکین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ نہایت اور غور سے سنئے۔ تصرفات و کرامات اولیاء کے متعلق اپنی مشہور کتاب ہمعات میں شاہ

صاحب تحریر فرماتے ہیں:

و در اولیائے امت و اصحاب طرق اقویٰ کسے کہ بعد تمام راہ جذب بجل وجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ و در آنجا بوجہ اتم قدم زدہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اند لہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبر خود مثل احیا تصرف می کنند۔

خلاصہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں بھی مثل زندوں کے تصرف کرتے ہیں۔ واضح رہے یہ وہی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں جن کو غوث کہنا بھی مودودی صاحب کے نزدیک جاہلیت و شرک کے زمرہ میں داخل ہے جیسا کہ تجدید و احیائے دین کے ص ۵۵ پر مرقوم ہے۔

یہی شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں اہل برزخ کی چار قسم کرکے تحریر فرماتے ہیں:

ازا ماتت انخلطت الملائکۃ تلحق بالملائکۃ و صار منہم والصمد کالقاصمہ و سی فربما یصمد فیہ و ربما اشتغل ھولاء انہا اعلاء کلمۃ اللہ و نصر حزب اللہ و ربما کان لہم لمۃ خیر بابن آدم۔	جب مرتے ہیں ملائکہ علوی سے ملحق ہو کر انہیں سے ملتے ہیں یا انہیں میں سے ہو جاتے ہیں جیسا کہ فرشتے آدمیوں کے دل میں نیک بات کا القا کرتے ہیں اور جن کاموں میں فرشتے [illegible] بھی وہ کام کرتے ہیں اور کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کرنے اور لشکر اسلام کو مدد دینے یعنی جہاد و قتال کفار و معرکہ میں مشغول ہوتی ہیں۔ اور کبھی بنی آدم سے ان کے نزدیک رہتی ہیں اور ان کا خیر خواہ ہوتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی ان دونوں عبارتوں سے حسب ذیل امور کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) اولیاء کرام جب تک زندہ رہتے ہیں بعطائے الٰہی عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔

(۲) اولیاء کرام میں سب سے اعلیٰ مقام شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہیں غوث اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۳) اولیاء اللہ اپنی قبروں میں بھی مثل احیاء تصرف فرماتے ہیں۔

(۴) اولیاء کرام کے تقرب الی اللہ کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد اللہ کے مقرب بندے یعنی فرشتوں
اور ان میں بھی ملائکہ مدبرات الامر کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں ۔

(۵) اولیاء کرام کے تصرفات کا یہ عالم ہے کہ جس طرح فرشتے لوگوں کے دل میں نیک باتوں
کا القاء کرتے ہیں یہ بھی دلوں میں نیک باتیں ڈالتے ہیں ۔

(۶) اچھے کاموں میں ملائکہ سعی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی سعی کرتے ہیں ۔

(۷) بعد وصال بھی اولیاء اللہ زندوں کی مدد فرماتے ہیں اور جہاد و قتل کفار و امداد مسلمین
میں مشغول رہتے ہیں ۔

(۸) مسلمانوں سے قریب ہو کر ان پر خیر و برکات کی بارش بھی فرماتے رہتے ہیں ۔

ایک سے لے کر نمبر ۸ تک کا شمار خود شاہ صاحب ہی کی عبارت سے مستفاد ہے ۔ اور
یہی شاہ صاحب کا عقیدہ بھی ہے ۔ لیکن اب اس عقیدہ کے متعلق مودودی صاحب کا فیصلہ بھی
سنیے اور انصاف کیجئے کہ مودودی صاحب نے شاہ صاحب کو کیسے کیسے خطابات سے نوازا
ہے ۔

(۱) اولیاء کرام کے لیے کرامات و خوارق ماننا جاہلیت مشرکانہ میں داخل ہے ۔

(۲) اولیاء اللہ کے لیے جو شخص مخلوقات میں اختیارات و تصرفات کا معتقد ہو وہ جاہلیت
مشرکانہ کا مرتکب ہے ۔

(۳) اولیاء اللہ کے لیے اگر تقرب الی اللہ ثابت اور تقرب کی کیفیات کا قائل ہو تو وہ
جاہلیت مشرکانہ میں گرفتار ہے ۔

(۴) جو شخص ان امور کا انکار و ابطال میں تحریراً و تقریراً کوشاں نہ ہو وہ جاہلیت مشرکانہ کا مجرم
ہے ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت مشرکانہ کی تعریف ایک بار پھر کر دوں تاکہ اس مشرکانہ
جہالت کے موجدین کے متعلق حکم شرعی بھی واضح ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ شاہ ولی اللہ صاحب
کا مقام مودودی صاحب کے نزدیک کیا ہے ۔

(جاہلیت مشرکانہ) "دوسرا جاہلی نظریہ شرک کے اصول پر مبنی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ یہ کائنات تو خالق تعالیٰ تو نہیں ہے اور نہ بے خدا ہے مگر اس کا ایک خداوند نہیں بلکہ بہت سے
خداوند ہیں ۔ (تجدید و احیائے دین ص)

پہلے صاحب یہی وہ تعریف ہے جس کے تحت شاہ ولی اللہ صاحب کے مذکورہ بالا اعتقادات
کو مشرکانہ کہا گیا ہے ۔ فیصلہ آپ فرمائیں ۔

اور سنئے انہیں شاہ ولی اللہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے استاذ الاستاذ حضرت
ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں ۔

وصال کو مجلس در جوار مسکن بود بر قبر
سیدنا صاحب الشفاعۃ قدس سرہ شریف
سکینہ و ذوق این راہ از آنجا پیدا کرد ۔

جب سے [illegible] علیہ الرحمۃ کو
ہر سال ایک [illegible] مقیم رہے اور سیدنا
غوث اعظم جیلانی کے مزار پر [illegible]
رہے اور طریقہ کا ذوق اسی مقدس
مقام پر پیدا کیا ۔

اسی انفاس العارفین میں حضرت امیر ابو العلیٰ قدس سرہ کے ذکر مبارک میں لکھتے ہیں ۔

بمزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین
چشتی قدس سرہ مشرف شد و از جناب ولایت
پناہ فیض ها گرفتند ۔

سیدنا خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مزار
مقدس پر مشرف ہوئے اور اسی جناب
ولایت مآب سے فیوض و برکات حاصل کئے ۔

اسی انفاس العارفین میں اپنے نانا ابو الرضا محمد سے نقل فرماتے ہیں ۔

می فرمود کہ یکبار حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
را در بیداری دیدم اسرار عظیم و احوال نفیسہ فرمود ۔

میرے نانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
ایک بار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ
عالم بیداری میں دیکھا اور اسرار عظیم
تعلیم فرمائے ۔

(۳) انفاس العارفین میں شیخ مذکور کے حالات میں شاہ صاحب فرماتے ہیں ۔

عجوزہ ما از خادمان بعد وفات ایشان
تب در زمان گرفت بغایت نزار گشت

ایک ضعیفہ جو میرے نانا صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کے مخلصین میں تھی میرے نانا علیہ الرحمۃ

فتنۂ مودودیت

از

عالم فاضل محقق کامل مولانا محمد ضیاء الدین خان صاحب بشتی لوکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

حضرت مولانا مولوی محمد ضیاء الدین و الملقب ابو الکمال شمسی لوکی مفتی اعظم راجستھان مدظلہ، مودودی صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ان کے عقائد کیسے ہیں مسلمان اہلسنت وجماعت کو ان کی بنائی ہوئی جماعت اسلامی میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں، مودودی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں کو امام بنانا اور ان کی اقتدا کرنا درست ہے یا نہیں اور نماز ہوگی یا نہیں ہوگی۔ امید ہے کہ اظہار حق میں کسی کا تامل نہ فرمائیں گے۔ میں نے کراچی اور دیگر مقامات کے علماء سے بھی استفتاء کیا ہے آپ بھی چند عقائد انہیں کی کتاب سے مع حوالہ تحریر فرما کر ہم ناواقفوں کو آگاہ فرمائیے۔ جواب کا طرز تحریر جدید ہونا چاہیے۔

راقم خادم ماسٹر محمد اسمٰعیل اعجاز کاملی ورکس سدو کراچی ۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مودودی صاحب کون ہیں ان کے عقائد اہل سنت وجماعت کے موافق ہیں یا خلاف؟

سائل مولانا حکیم فیض محمد صاحب محترم ہیں لوکی

الجواب: اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الحق والصواب

ارباب فکر و نظر سے پوشیدہ نہیں کہ ابو الاعلیٰ مودودی کسی نئی تحریک کا بانی نہیں بلکہ ان سے

پہلے پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ایران میں محمد علی اور بہاء اللہ اور عبد البہاء وغیرہ بہت سے بانیان تحریک اسلامی اور مدعیان اصلاح مذہب پیدا ہوئے جنہوں نے بجائے فوز و فلاح کے امت مسلمہ پر فتن و فساد کا دروازہ کھول دیا۔ اس طرح ملت واحدہ کا شیرازہ درہم برہم کر کے جنگ جدل، افتراق و نفاق، فرقہ بندی اور تفرقہ آرائی کا بازار گرم کیا۔ یہی تفرقۂ مذہب و ملت واحزاب نے کرنی الحقیقت راس الفتن اور فتنۂ اعلیٰ شکست و انتشار ہے۔ جسم قوم کی ریڑھ کی ہڈی کو کھوکھلا کر دیا۔ دل و دماغ پر تعصب و عصبیت کا تسلط جمایا ہے

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو (اقبال)

اس لئے مودودی صاحب کی جماعت میں شریک ہونے سے پہلے قادیانی، نیچری، وہابی، بابی، بہائی اور چکڑالوی وغیرہ بہت سی پچھلی تحریکوں اور جماعتوں کے تلخ تجربات سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور شامل ہونے سے پہلے اس جماعت کے بانی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے افکار و معتقدات اور خیالات و نظریات کو پوری طرح جانچ لینا ضروری ہے۔ کیونکہ کسی مذہبی تحریک میں شامل ہونے کے بعد بانی تحریک کے افکار و آراء سے متاثر ہونا ناگزیر ہے۔ اسی لئے کلام الٰہی نے امت مسلمہ کو ان "مفسدین مصلحین" کی فتنہ پردازیوں، انجمن آرائیوں، اور گروہ سازیوں سے خبردار کر کے متنبہ اور آگاہ کیا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا	اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں
فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا	فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح
نَحْنُ مُصْلِحُونَ أَلَا إِنَّهُمْ	والے ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ حقیقت میں یہی
هُمُ الْمُفْسِدُونَ	مفسد ہیں۔

افکار و آراء کا اختلاف فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اگر ایسا اختلاف دیانت و صداقت پر مبنی ہو تو انسان کے لئے باعث صد رحمت ہے۔ لیکن اختلاف آراء کی بنیاد پر فرقہ بندی اور تفرقہ آرائی ایک ایسی لعنت ہے جس نے امت مرحومہ کو ایک زندہ لاش بنا کر رکھ دیا۔ اس لعنت فرقہ بندی سے دور اور الگ رہنے کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

إِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ — یہ میری راہ ہے سیدھی تو اس پر چلو اور
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ — مختلف راہوں کے پیچھے نہ پڑو کہ تم کو اس کی
بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ — راہ سے جدا کر دیں گی.

چنانچہ ڈاکٹر اقبال ان مفسدین کی فتنہ پردازیوں کا راز اس طرح فاش کر رہے ہیں.

دین حق از کافری رسوا تر است — زانکہ ملا مومن کافر گر است
شبنم او در نگاہ ما یم است — در نگاہ او یم ما شبنم است
بے نصیب از حکمت دین نبی است — آسمانش تیرہ از بے کوکبی است
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد — ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرار کتاب — کور مادرزاد و نور آفتاب
دین کافر فکر و تدبیر جہاد — دین ملا فی سبیل اللہ فساد

مودودی صاحب نے بھی "فی سبیل اللہ فساد" کے مصداق انہیں کے قول کے مطابق "مجتہدین سلف میں سے ہر ایک کے علوم و منہاج سے آلودہ ہو کر ایک جماعت بنائی ہے. جس سے ان کا مقصود اپنے اوہام باطلہ عقائد فاسدہ کی اشاعت و تبلیغ ہے. مودودی صاحب کے اس نو ایجاد مذہب کو عرف عام میں "مودودی مذہب".

لیکن مودودی صاحب نے اس مذہب کا نام جماعت اسلامی رکھا ہے اور اپنا مقصود (objective) حکومت الٰہیہ قائم کرنا ظاہر کر کے بھولے مسلمانوں کو سبز باغ دکھایا ہے تاکہ اس دلفریب دھوکے سے ہر مسلمان جلد دھوکہ کھا جائے اور آپ کے دام تزویر میں آسانی سے گرفتار ہو جائے واضح رہے کہ مودودی صاحب کی "مودودیت" اور حکومت الٰہیہ کا زمینی نقشہ کوئی نئی تحریک اور نیا منصوبہ نہیں. بلکہ محض چربہ اور سرقہ ہے. محمد بن عبد الوہاب نجدی کے خیالات و نظریات کا جن کی اشاعت نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ۱۲۲۰ھ سے ۱۲۳۳ھ تک مسلمانان اہلسنت و جماعت کے خون کے دریا بہا دئے.

اس فتنہ عظیم کی خبر صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی.

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما — حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ

قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ برکت
وسلم اللّٰھم بارک لنا فی — دے ہمارے ملک شام میں اور اے اللہ برکت
شامنا اللّٰھم بارک لنا فی — دے ہمارے ملک یمن میں کہا (نجدیوں نے)
یمننا قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ — کہ ہمارے نجد کے واسطے دعا فرمائیے
علیہ وسلم وفی نجدنا فقال — کہ برکت ہو، پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ
اللّٰھم بارک لنا فی شامنا — برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ
اللّٰھم بارک لنا فی یمننا — برکت دے ہمارے ملک یمن میں، پھر نجدیوں
قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ — نے کہا ہمارے ملک نجد میں بھی برکت ہو،
علیہ وسلم وفی نجدنا — پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعا تین دفعہ
فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک — مانگی تب اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں
الزلازل والفتن وبھا یطلع — زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور شیطان کا
قرن الشیطان. — سینگ نکلے گا.

یہ حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن ص۱۰۴۲ سطر ۴ مصری میں ہے.

یہ حدیث پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جو ۱۲۰۰ھ میں پوری ہوئی جب کہ محمد بن عبد الوہاب نجد میں ظاہر ہوا. محمد بن عبد الوہاب نے ۱۲۲۱ھ میں جب دیکھا کہ سلطنت روم کا انتظام روبہ تنزل ہے تو اپنے معتقدین کو ساتھ لے کر حرمین شریفین پر چڑھائی کی، حرم خدا اور حرم مصطفے علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کو عیاذاً باللہ دار الحرب اور ان کے ساکنان کو کہ اللہ اور رسول کو دل سے مانتے تھے کافر و مشرک ٹھہرایا اور ان پر جہاد کا حکم دے دیا اور ان کے مال لوٹ اور قتل کو جائز رکھا. مودودی کی طرح اپنا ہر شرک و بدعت کی مخالفت کی اور حرمین کی اہانت پر تمام مقابر شہداء، ومزارات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو منہدم کیا. مختصر یہ کہ کتاب "وسنت" کی آڑ لے کر مودودی صاحب کی طرح اپنی جماعت کو موحد و باقی تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرایا اور ناکردنی کاموں اور ناگفتنی باتوں سے

شر و فساد کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ آخر لشکر سلطانی نے ان پر فتح پائی اور ۱۲۳۳ھ میں ان کا بالکل استیصال کر دیا، چنانچہ اس واقعہ زہرہ گداز و جاں گسل کا تذکرہ علامہ شامی قدس سرہ السامی نے رد المحتار حاشیہ مطبوعہ مصر تیسری جلد کتاب الجہاد باب البغاۃ ص ۳۰۹ پر اس طرح فرمایا ہے۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع	جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع گزرا کہ
ابن عبد الوهاب الذین خرجوا	گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کر کے حرمین
من نجد وتغلبوا علی الحرمین	شریفین پر تسلط کیا اور اپنا انتساب امام احمد بن
وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة	حنبل کی طرف کرتے ہے۔ لیکن اعتقاد ان کا
لکنهم اعتقدوا انهم هم	اپنے ہی کو مسلمان سمجھتے تھے اور جو کوئی ان
المسلمون وان من خالف اعتقادهم	کے اعتقاد کے خلاف ہوتا اس کو مشرک
هم مشرکون فاستباحوا	کہتے، اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا
بذلک قتل اهل السنة	اور ان کے علماء کا، یہاں تک کہ توڑ دیا
وعلمائهم حتی کسر الله تعالی	اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو اور برباد کر
شوکتهم وخرب بلادهم	دیا ان کے شہروں کو اور فتح پائی ان پر
وظفر بهم عساکر المسلمین	لشکر اسلام نے ۱۲۳۳ھ میں۔
عام ثلث وثلثین ومائتین	
والف۔	

مودودی صاحب نے اپنے مذہب کو پھیلانے کے لیے کچھ مستند ماخذ اور ادب بھی شائع کیا ہے جس کا معتد بہ حصہ اسی ابن عبد الوہاب نجدی کی تصنیف کردہ "کتاب التوحید" سے ماخوذ ہے اس کو مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نجدی کے توہمات و ترہات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھ کتاب میں جمع کر دینا مودودی صاحب کی قوت تصنیف کا سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

اب ہم ناظرین پر یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ "مودودیت" وہی پرانی

دلہن بڑھیا ہے جس نے اپنے عالم شباب میں ہزاروں عاشقانِ ناکام کو اپنی جاں ستاں اداؤں سے فریب مسلسل میں مبتلا رکھا اور بیک جنبش نگاہ سینکڑوں کی جانیں لیں، اب عہد پیری میں "قحبہ خانہ مودودی" میں پناہ لی ہے۔ مودودی صاحب نے اپنے گھر میں اس بے پناہ دی کو اس عجوزہ کہن سال کو سائنٹیفک وضع کے نئے لباس نئے زیوروں سے آراستہ (MAKE UP) کر کے ماڈرنیٹ لگائی اور پوپلے چہرے کو چھپانے کے لیے حکومت الٰہیہ کا نقاب ڈالیں اور اس اکتساب شہرت و مشیعت کے ساتھ ... "دعوی مہدویت" یا صدائے "مہدویت" بلند کریں لیکن مودودی صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ "تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں"
عاشقانِ پختہ کار لباس و زیور کو دیکھتے ہی نہیں۔ وہاں تو قد و قامت پر نظر ہوتی ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ÷ من انداز قدت را می شناسم

مودودی صاحب کے چند گمراہ کن نظریات نذر ناظرین کیے جاتے ہیں تاکہ ان کی تحریک کے متعلق صحیح رائے قائم کی جا سکے۔

مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں

اعمالِ اسلامیہ کو جزو ایمان قرار دینا اور ان کے ترک کرنے والوں کو ایمان سے خارج بنا کر کافر گرداننا امت محمدیہ کی تکفیر کرنا معتزلہ، وہابیہ، اور خوارج وغیرہ گمراہ فرقوں کا مذہب ہے جس کے تبلیغ و اشاعت مودودی صاحب اور ان کی نام نہاد جماعت اسلامی کا نصب العین ہے۔ حالانکہ ان کا یہ مسلک اہل سنت و جماعت کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور کتب و سنت کے صاف و صریح احکام سے بغاوت و بیزاری پر مبنی ہے۔ مودودی صاحب اور ان کے معتقدین اکثر کہا کرتے ہیں کہ اعمال کو جزو ایمان کہنا تو تمام سلف صالحین اور شافعیہ اور اہل ظاہر وغیرہ کا مذہب

ایمان و اسلام سے قطعاً نکال دیا گیا اور کفر میں بھی قطعاً داخل کر دیا گیا کیونکہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ ایک کے نہ ہونے سے دوسرے کا ہونا یقینی امر ہے۔
ارباب فکر و نظر غور فرمائیں کہ مودودی صاحب اور ان کی اس ... سطر پر .... کتنا بڑا ظلم ہے۔ تمام مسلمانانِ اہلِ سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان یقیناً ان کو فائدہ پہنچائے گا۔ ذرہ برابر بھی ایمان نارِ جہنم سے نکال لیے جانے اور جنت میں داخل کیے جانے کا سبب ہو جائے گا۔ خود فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے:

عن انس رضی اللہ عنہ قال یخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن شعیرۃ من خیر ویخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن ذرۃ من خیر قال ابو عبد اللہ قال ابان حدثنا قتادۃ قال حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ایمان مکان من خیر (صحیح بخاری شریف)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نارِ جہنم سے وہ لوگ نکال لیے جائیں گے جو کلمۂ توحید کے قائل تھے اور ان کے دل میں جَو کے دانہ کے برابر ایمان تھا اور وہ لوگ بھی دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے جو کلمۂ توحید کے قائل تھے اور جن کے دل میں ذرہ برابر ایمان تھا۔ ابو عبد اللہ بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ یہ روایت ہم کو انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کی تھی اور بجائے من خیر کے لفظ من ایمان ... فرمایا تھا۔

علاوہ اس کے اور بھی بہت سی حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کلمۂ توحید کے قائل کو گناہ کبیرہ کے مرتکب اور اعمالِ ظاہرہ کے تارک ہونے پر ایمان و اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرے ورنہ ایسا کرنے والا خود ایمان و اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

کفوا عن اہل لا الٰہ الا اللہ لا تکفروہم بذنب فمن اکفر اہل لا الٰہ الا اللہ فہو الی الکفر اقرب۔

کلمۂ توحید کے قائلوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو جو کلمۂ توحید کے قائل کو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔

ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ و لا یکفر بذنب و لا یکفر بذنب ولا یخرج من الاسلام بعمل المحیط۔ لا نکفر واحداً من اہل القبلۃ

یہ بات اصل ایمان سے ہے کہ وہ اس شخص کی جانب سے زبان روک لی جائے جس نے کلمہ پڑھا اور کسی گناہ کے سبب کافر نہیں اور کسی عمل کے سبب اسلام سے خارج نہ بتائیں۔ اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔

مذکورہ بالا نظریات کی وجہ سے مودودی صاحب دائرۂ اہلسنت سے خارج ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی جماعت میں شریک ہونا اور ان کے ہم خیال امام کی اقتداء کرنا ناجائز ہے۔

کتبہ: احقر ابو الکمال محمد ضیاء الدین غفرلہ

آئینہ مودودیت

از حضرت مولانا مولوی محمد رضوان الرحمٰن صاحب مدظلہٗ
مفتی دارہ (اندور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدا لک یا رحمٰن وصلوٰۃ وسلاما علیک یا سید بنی عدنان وعلیٰ
الک واصحابک الذین ھم نجوم سماء الھدایۃ والعرفان ط

رسالہ ہٰذا کی تقریب یہ ہے کہ اب سے تقریباً دو سال قبل مجھے ایک استفتاء موصول
ہوا تھا جس میں دریافت کیا گیا تھا کہ جناب مولوی ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کی تحریک تجدید
دین یعنی جماعت اسلامی میں مسلمانوں کی شمولیت اور ارباب مودودیت کی اقتداء میں
مسلمانوں کو نماز ادا کرنا جائز ہے یا منع، نماز صحیح ہوگی یا نہ ہوگی۔ اسی زمانہ میں اس کا
مختصر جواب تحریر کر دیا گیا تھا۔ چند روز کے بعد اخبار کے سوالات اور اعتراضات
کا تانتا بندھ گیا اور استفسارات کی بوچھاڑ شروع ہوگئی چونکہ انداز سوال معترضانہ تھا
اور استفسارات محض قیل و قال پر مبنی تھے نیز یہ کہ جواب کے لیے ٹکٹ بھی ملفوف نہ تھے
اس لیے خاموش رہنا اور مہمل سوالات اور اعتراضات کا جواب نہ دینا ہی مناسب سمجھا گیا
اب ایک مدت کے بعد ایک خط موصول ہوا جس کا مضمون درج ذیل ہے۔

" مودودی صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ان کے عقائد کیسے ہیں۔ مسلمانانِ اہلسنت
کو ان کی تحریک میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں آپ کی خاموشی اور استفسارات کا جواب نہ دینا
انتہائی تکلیف دہ اور مضرت کا باعث ہے۔ حالانکہ اس تحریک مذکورہ کی رفتار [illegible]

شروع کر پھیلے جا رہے ہیں۔ مجھے آپ کی ذات سے امید ہے کہ جواب جلد تحریر فرماتے ہوئے
اظہار حق میں کسی قسم کوتاہی نہ فرمائیں گے۔ والسلام

اس خط کے مخلصانہ کلمات سے متاثر ہو کر رسالہ ہٰذا تحریر کیا گیا تاکہ عوام اہلسنت مودودی
تحریک میں شامل ہونے یا نہ ہونے کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا
الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

ارباب فکر و اہل نظر سے مخفی نہیں کہ مولوی ابو الاعلیٰ مودودی کی تحریک (جماعت اسلامی)
سرزمین ہند پر کوئی نئی تحریک نہیں بلکہ اس سے پہلے قادیانی، نیچری، وہابی، بابی، بہائی
اور چکڑالوی وغیرہ بہت سی تحریکیں اور جماعتیں وجود میں آچکی ہیں جن کے خوبصورت بلند
دعووں کو دیکھ کر ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان گمراہ ہوئے اور بانیان تحریکات کے عقائد باطلہ خیالات
فاسدہ اور نظریات کاسدہ سے متاثر ہو کر بچنے کے بجائے گڑھے اور ہدایت پانے کے
بجائے قعر ضلالت میں گرے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ پچھلی تحریکوں کے تجربات سے سبق حاصل
کریں اور تحریک جماعت اسلامی کے بانی مولوی ابو الاعلیٰ مودودی کے عقائد و خیالات
اور افکار و نظریات کا جائزہ لینے سے پہلے ہرگز ہرگز تحریک مذکور میں شامل ہونے کا ارادہ
نہ کریں اس لیے کہ کسی مذہبی تحریک میں شامل ہونے کے بعد بانی تحریک کے عقائد و خیالات
سے متاثر ہونا یقینی بات ہے یہی وجہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو
بدمذہبوں کی صحبت سے بچنے اور اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ امام مسلم نے
اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یکون فی آخر الزمان دجالون	آخر زمانہ میں کچھ جھوٹے فریبی پیدا ہوں
کذابون یأتونکم من الاحادیث	گے جو ایسی ایسی حدیثیں تمہیں سنائیں گے
بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم	جنہیں تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنا
فایاکم وایاھم لا یضلونکم	ہوگا۔ پس اے مسلمانو! تم ان سے دور
ولا یفتنونکم (اخرجہ المسلم)	رہنا اور انہیں اپنے پاس نہ پھٹکنے دینا ہی

صورت میں وہ تم کو گمراہ کر سکیں گے اور نہ
کسی فتنہ میں مبتلا کر سکیں گے۔ اس حدیث کو
امام مسلم نے روایت کیا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

يحدثونكم بالاحاديث الكاذبة	یعنی وہ لوگ جھوٹی حدیثیں سنائیں گے اور
ويبدعون احكاما باطلة و	احکام باطلہ جاری کریں گے۔ اور خراب عقیدہ
اعتقادات فاسدة۔ (مرقاۃ)	مسلمانوں میں پھیلائیں گے۔ (مرقاۃ)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بدعقیدہ اور بدمذہب لوگوں کی صحبت کا اثر اس کے ہم نشین پر پڑتا ہے اور وہ بھی رفتہ رفتہ ان کا ہم عقیدہ اور ہم خیال بن جاتا ہے۔ دلدادگانِ مودودیت کا یہ خیال کہ ہمیں جناب مودودی صاحب کے عقائد و خیالات سے بحث نہیں کہ وہ مقلد ہیں یا غیر مقلد سنی ہیں یا وہابی، ہم ان کی تحریک میں شریک ہوئے ہیں نہ کہ ان کے عقائد کے پابند ہیں یہ محض دھوکا اور صریح فریب ہے۔ کوئی صاحب عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ آج سے چند سال پہلے خاکسار تحریک میں شمولیت کے متعلق بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا بلکہ بعض خاکسار حضرات نے کہا تھا کہ ہم لوگ صرف خاکسار تحریک میں شامل ہوئے ہیں ہمارا مشرقی صاحب کے عقائد اور نظریات مذہبی سے کوئی تعلق نہیں اس وقت خود جناب مودودی صاحب نے خاکساروں کے اس خیال کو غلط اور فریب نفس قرار دیا تھا اور یوں ارشاد فرمایا تھا۔

"یہ بات کہ ہمیں صرف سپاہ گری کی مشق مطلوب ہے یا فوجی نظم درکار ہے۔ لیڈر کے خیالات سے سروکار نہیں یہ ایک سراسر لغو بات ہے۔ جسے کوئی صاحب عقل ایک لمحہ کے لیے بھی باور نہیں کر سکتا۔ آپ کسی تحریک میں شامل ہوں اور اس کے لیڈر سے متاثر نہ ہوں یہ ناممکن ہے لیڈر کی روح پوری تحریک کی روح ہوتی ہے اور پیروؤں میں سے آپ سرایت کرتی ہے کوئی شخص اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

(رسالہ خاکسار تحریک از مودودی صاحب)

ہمیں امید ہے کہ ارباب مودودیت بھی جناب مودودی صاحب کا ارشاد سننے کے بعد بلا قیل و قال ہمارے اس خیال سے متفق ہو جائیں گے کہ کسی مذہبی تحریک میں شامل ہونے سے پہلے اس تحریک کے بانی کے عقائد و نظریات کا معلوم کرنا اور افکار و خیالات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

جناب مودودی صاحب کے عقائد و نظریات

اس مختصر رسالہ میں مودودی صاحب بانی تحریک جماعت اسلامی کے تمام عقائد و نظریات کا احاطہ و استیعاب ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے البتہ نمونہ کے طور پر چند عقائد اور مخصوص نظریات ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں تاکہ مودودی صاحب اور ان کی تحریک کے متعلق صحیح رائے قائم ہونے میں سہولت ہو۔

قرآن فہمی کے سلسلے میں مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب کے نزدیک قرآن کریم سمجھنے کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں، موصوف اپنی تنقیحات ص ۱۴۳ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"قرآن و سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر اور حدیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں۔"
(تنقیحات ص ۱۴۳)

ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے محبوب سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کریم عربی زبان میں نازل فرمایا اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اکثر و بیشتر حضرات عرب ہی کے باشندے تھے عربی ان کی زبان تھی عجمی لوگوں کی بہ نسبت ان حضرات کو قرآن کریم کے معانی و مطالب کا سمجھنا آسان تھا۔ اس کے باوجود وہ حضرات آیات قرآنی کے مطالب و معانی سمجھنے کے لیے تفسیر کے محتاج تھے۔ ان کا یہ حال تھا کہ جب کبھی ان کو کسی آیت کا مطلب سمجھنے میں دشواری پیش آتی تو

دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اس آیت کی تفسیر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر بیان فرما کر ان حضرات کی تسکین فرماتے تھے۔ اس قسم کے متعدد واقعات کتبِ حدیث میں مذکور ہیں۔ پھر اسی طرح حضرات تابعین رحمہم اللہ صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتے اور ان سے قرآن کی تفسیر دریافت کرتے تھے۔ ان کے بعد تمام علماء و فقہا اور مفسرین و محدثین کا معانیٔ قرآن حل کرنے میں یہی طریقہ رہا اور یہ تمام اسلاف قرآنِ کریم کو ان تفسیروں کی روشنی میں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام اور تابعین عظام سے مروی ہے منقول ہیں حل کرتے اور سمجھتے تھے ان حضرات کے نزدیک اپنی رائے اور قیاس سے قرآنِ کریم کا مطلب بیان کرنا نہ صرف غیر مناسب بلکہ ناجائز تھا۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جو لوگ عرب میں رہتے اور بیٹھتے تھے عربی زبان جانتے اور سمجھتے تھے وہ تفسیر سے مستغنی نہ تھے بلکہ حل مطالب میں تفسیر کے محتاج تھے اور اپنی رائے اور قیاس سے تفسیر بیان کرنا ممنوع اور ناجائز سمجھتے تھے۔ لیکن جناب مودودی صاحب ہندوستانی عجمیوں کو مشورہ دے رہے ہیں کہ قرآن سمجھنے کے لیے نہ کسی تفسیر کی ضرورت ہے نہ کسی مفسر کی حاجت ہے ان کے نزدیک تفسیر و حدیث کے تمام پرانے ذخائر بیکار ہیں۔ کیا مودودی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ قرآنِ کریم کی تفاسیر مروجہ کو چھوڑ کر اپنی رائے اپنی عقل اور اپنے قیاس سے تفسیر کرنے والا جہنمی ہے۔ کیا انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی نہیں سنا کہ:۔

من فسر القرآن برائه	جو شخص اپنی رائے اور قیاس سے قرآن
فلیتبوء مقعده من	کی تفسیر بیان کرے اس کو اپنا ٹھکانا جہنم
النار (رواه مسلم شریف)	میں بنانا چاہیئے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

اس جگہ پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ نظریہ مودودی صاحب کا کوئی جدید نظریہ نہیں بلکہ جو کچھ فرمایا ہے دیگر وہابیوں کی تائید میں ہے فرمایا اس لیے کہ ان سے پہلے تمام وہابیہ اپنا یہی نظریہ پیش کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر چکے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان اور دیگر کتب کے مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر و باہر ہے اور مقصد صرف

یہ ہے کہ مسلمانوں کو تفسیر و حدیث کی روشنی سے ہٹا کر ان کے دلوں میں اپنے عقائد و خیالات ٹھونس کر گمراہ کریں اور ان غریب مسلمانوں کو پتہ بھی نہ چل سکے۔

احادیث کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب احادیثِ نبویہ کے متعلق اپنا نظریہ اپنی تفہیمات کے صـ ۲۹۲ پر اس طرح پیش کرتے ہیں۔

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس (حدیث) کو وہ (محدثین) صحیح قرار دیتے ہیں وہ (حدیث) حقیقت میں بھی صحیح ہے صحت کا کامل یقین تو خود ان (محدثین) کو بھی نہ تھا۔ (تفہیمات صـ [illegible])

اس کے بعد اپنی اسی تفہیمات کے صـ ۳۰۲ پر فرماتے ہیں

"وہ آپ کے نزدیک صحیح ہوں، روایت کو حدیث رسول اللہ بنانے والی یہ ہے کہ محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں" (تفہیمات صـ [illegible])

پھر اسی تفہیمات کے صـ ۳۰۲ پر اس طرح رقمطراز ہیں:۔

"محدثین جن بنیادوں پر احادیث کے صحیح یا غلط یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کا اندرونی کمزوری کے مختلف پہلو میں بیان کر چکا ہوں"

مودودی صاحب کے مذکورہ بالا ارشادات کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

(۱) محدثین کا کسی حدیث کو صحیح بتانا صحتِ حدیث کی دلیل نہیں۔

(۲) محدثین کو کسی حدیث کی صحت بیان کرنے کے باوجود اس کی صحت پر پورا یقین نہ ہوتا تھا۔

(۳) محدثین جس حدیث کو سند کے اعتبار سے صحیح بتا دیں اس کو حدیثِ رسول مان لینا ضروری نہیں۔

(۴) محدثین جن بنیادوں پر حدیث کو صحیح یا ضعیف بتاتے ہیں۔ مودودی صاحب کے نزدیک وہ بنیادیں کمزور ہیں۔

اب فرمایئے کس کی مجال ہے کہ کسی صحیح سے صحیح حدیث کی صحت مودودی صاحب

کو منوا دے۔ اگر کسی صحیح حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس حدیث کو محدثین نے صحیح کہا ہے تو مودودی صاحب فرمادیں گے کہ جس حدیث کو محدثین صحیح قرار دیں اس حدیث کا میرے نزدیک صحیح ہونا مسلّم نہیں اگر کوئی کہے گا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے تو مودودی صاحب فرمادیں گے کہ جو روایت یا حدیث سند کے اعتبار سے اہل فن (محدثین) کے نزدیک صحیح ہو اس کی صحت ہمارے نزدیک ضروری نہیں۔ الغرض مودودی صاحب پر کسی صحیح ترین حدیث سے بھی حجت قائم کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے اور احادیث کا پرانا ذخیرہ ان کے نزدیک بیکار ہے۔ غالباً اسی بنا پر موصوف نے علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے دینی تعلیم کا نصاب مقرر کرنے کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ :-

"قرآن اور سنّتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں (تنقیحات ص۱۴۳)"

(۵) اگر کسی طور پر مودودی صاحب کسی حدیث کو صحیح مان بھی لیں تو افسانہ یا نبی کا قیاس بتاکر ناقابلِ عمل اور ناقابلِ یقین قرار دے سکتے ہیں جس کی مثالیں خود مودودی صاحب کی تحریروں سے پیش کی جاتی ہیں اور :-

"یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے"

(ترجمان القرآن ماہ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

جس کانے دجال کے خروج کے متعلق احادیث صحیحہ موجود ہیں اس کو افسانہ بتایا جارہا ہے۔ اسی دجال کے بارے میں مودودی صاحب فرماتے ہیں :-

"دجال وغیرہ کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔ (ترجمان القرآن ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ) لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہیں تھا۔" (ترجمان مذکورہ)

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے وہ کام کیا ہے جو ان کے اکابر بھی نہ کرسکے۔

ایک طرف اپنے قلم سے یہ بھی بتا رہے ہیں کہ قرآن و حدیث کی تعلیم ضروری ہے تاکہ کوئی یہ بھی نہ کہہ سکے کہ مودودی صاحب حدیث کو نہیں مانتے یا حدیث سے منکر ہیں اور دوسری طرف حدیث کے بنیادی اصول کو کمزور اور احادیث صحیحہ کو غیر معتبر بتاکر اس کے ذخیرۂ حدیث کو جو بخاری و مسلم، ترمذی، ابو داؤد اور دیگر محدثین کی صحاح اور سنن کی صورتوں میں امّتِ محمدیہ کے پاس تھا اور اس کی جامعیت پر قوم مسلم کو ناز تھا ایک قلم غیر معتبر اور ناقابلِ عمل قرار دے کر پامال کر دیا۔

کتبِ فقہ کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

کتبِ فقہ کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ وہی ہے جو عام طور پر غیر مقلدین کا عقیدہ ہے اگر بظاہر کوئی فرق ہے تو صرف اتنا فرق ہے کہ غیر مقلدین صاف صاف کہتے ہیں کہ کتب فقہ کے مسائل پر عمل کرنا حرام ہے اور مودودی صاحب مصلحتوں کو آڑ بناکر کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کتب فقہ کے مسائل ناقابلِ عمل ہیں اس سلسلے میں مودودی صاحب کی مشہور کتاب تنقیحات پیش کی جاتی ہے جس کے ص پر یہ عبارت درج ہے۔

"ایک طرف ترک قوم میں لتھے بڑے انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی دوسری طرف ترکوں کے علماء اور مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی خلافت نکلنے پر آمادہ نہ تھے وہ اب بھی اصرار کررہے تھے کہ ترکی قوم میں وہی فقہی قوانین نافذ کیے جائیں گے جو شامی اور کنزالدقائق میں لکھے ہوئے ہیں" (تنقیحات ص)

ناظرین غور فرمائیے کہ مودودی صاحب فقہ حنفیہ کی مشہور کتابیں شامی، کنزالدقائق وغیرہ کا نام لے کر فقہ حنفی سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمارہے ہیں۔ تنقیحات مذکورہ باہ عبارت پڑھنے اور سمجھنے کے بعد مودودی صاحب کے غیر مقلد ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

مودودی صاحب کا غیر مقلدانہ نظریہ

جناب مودودی صاحب بانی تحریک جماعت اسلامی اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین

میں فرماتے ہیں :-

" جاہلیت جدیدہ جدید نئے وسائل کے ساتھ آئی ہے اور اس نے بے شمار مسائل زندگی پیدا کر دیئے ہیں۔ لہٰذا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی وہ تنہا ماخذ ہے جس سے اس دور میں تجدید دین کا کام کرنے کے لیے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے اور اس رہنمائی کو اخذ کر کے اس وقت کے حالات میں ٹھیک ٹھیک عمل تیار کرنے کے لیے ایسی مستقل آزادانہ اجتہاد ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی ایک کے علوم و منہاج کی پابند ہو "

(تجدید و احیائے دین ص ۱۲۲)

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیے کہ مودودی صاحب کیا صاف صاف غیر مقلدیت کا سبق دے رہے ہیں اور کیسی نئی ترکیب سے مجتہدین سلف میں سے ہر ایک کی تقلید سے آزادی کا راستہ دکھا رہے ہیں۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں :-

" آخر میں ایک بات کی اور توضیح کر دینا چاہتا ہوں فقہ اور کلام (عقائد) کے مسائل میں میرا ایک خاص مسلک ہے جس کو میں نے اپنی ذاتی تحقیق کی بنا پر اختیار کیا ہے " (رسالہ زندگی دسمبر ۱۹۵۰ء)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب نہ حنفی المسلک ہیں اور نہ شافعی المذہب ہیں نہ منہاج امام مالک کے پابند ہیں اور نہ طریق احمد بن حنبل پر کار بند ہیں بلکہ ان کا خاص مسلک ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اہل اسلام اسی کو غیر مقلدیت کہتے ہیں کیا اب بھی ارباب مودودیت جناب مودودی صاحب کو حنفی یا شافعی یا کسی اور امام کا مقلد بتلانے کی جرأت کر سکتے ہیں اور ان کی غیر مقلدیت اور وہابیت کو چھپا سکتے ہیں۔

عبادت کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب کے نزدیک بت پرستوں کا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا بھی خدا کی عبادت ہے۔ اور ان کی بت پرستی بھی اسی کی عبادت ہے موصوف نے " اسلام میں عبادت کا تصور " عنوان قائم کر کے اپنی تفہیمات

کے حصہ سوم پر عبادت کی جو تشریح فرمائی ہے وہ یہ ہے :-

" انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر، خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو، خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اسی قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا ارادہ اضطراراً خدا ہی کی عبادت کر رہا ہے۔ اس کے حلقے سر بسجود اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے اس کا چلنا، پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے۔

کیا مودودی صاحب یا دلدادگان مودودیت سے کوئی صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ مودودی صاحب سے پہلے بھی کسی نے اسلامی عبادت کی یہ تشریح کی ہے کسی نے بت پرستوں کے سونے جاگنے چلنے پھرنے اور ان کے دیگر حرکات و سکنات کو خدا کی عبادت بتایا ہے ! اگر کسی اور نے عبادت اسلامیہ کی یہ تشریح نہیں بیان کی تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی عبادات کی یہ من گھڑت تشریح ہے، جس کے ذریعے اغیار کی خوشنودی کے طلبگار ہیں اور حقیقۃً " با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام " کے علمبردار ہیں۔

فرشتوں کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

فرشتوں کے بارے میں مودودی صاحب کا نظریہ عجیب و غریب ہے۔ موصوف اپنی مایۂ ناز کتاب تجدید و احیائے دین کے ص ۱۰ پر حاشیہ میں فرشتوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

" اسلامی اصطلاح میں جن کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان و ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی یا دیوتا قرار دیا ہے "

ناظرین کرام ! مودودی صاحب کا مذکورہ بالا نظریہ معلوم فرمانے کے بعد اب قرآن حکیم کی روشنی میں فرشتوں کے متعلق جمہور اہل سنت کا نظریہ ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۔

فرشتے، اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ بلکہ فرشتے اس کے بندے ہیں عزت والے بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔

ان دونوں آیتوں سے فرشتوں کی عصمت ثابت ہے اور یہی مذہب اہلسنت و جماعت کا ہے۔ پھر مشرکین کے دیوی اور دیوتا کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم

بیشک تم اور جو کچھ خدا کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ قرآن حکیم ایک طرف فرشتوں کو خدا کا فرمان بردار گناہ سے پاک اور معصوم بتاتا ہے اور دوسری طرف مشرکین اور ان کے معبودان باطلہ کو جہنم کا ایندھن قرار دیتا ہے۔ ایسی صورت میں مودودی صاحب کا فرشتوں کو مشرکین کا دیوی دیوتا یا مشرکین کے دیوی دیوتا کو فرشتہ قرار دینا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

قضا و قدر کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قضا و قدر کے من جانب اللہ ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے جس کا خلاف گمراہی اور انکار کفر ہے۔ لیکن مودودی صاحب یہاں بھی جمہور اہل سنت سے علیٰحدہ نظر آتے ہیں۔ ان کا عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ مسئلہ قضا و قدر پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ موصوف اپنے رسالہ "مسئلہ جبر و قدر" میں صاف تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہر چند میرے نزدیک مسئلہ قضا و قدر جزو ایمان نہیں ہے، اور اس کی حقیقت ایک مسئلہ کی ہے۔ (مسئلہ جبر و قدر ص۸)

مودودی صاحب کی عبارت مذکورۂ بالا بالکل سہل اور آسان ہے جس کو معمولی سے معمولی

عقل و فہم کا انسان بھی بڑی آسانی سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک قضا و قدر پر ایمان لانا ضروریات دین سے نہیں ہے، حالانکہ مسلمانان اہلسنت کا قضا و قدر کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ

اے محبوب فرما دیجئے ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے۔

اس آیت شریفہ کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات کریمہ ہیں جو قضا و قدر کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ احادیث صحیحہ اور ارشادات نبویہ سے ثابت ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک قضا و قدر کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان نہ لائے۔ بخاری و مسلم اور دیگر کتب صحاح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین علیٰ نبینا و علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ:۔

اخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ (بخاری و مسلم)

ایمان کی حقیقت فرمائیے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان لا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں اور یوم آخرت کے ساتھ اور ایمان لانا اس پر کہ بھلائی اور برائی سب اسی کی طرف سے مقدر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربع یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت ویؤمن بالبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر۔ اخرجہ

بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لائے۔ اول گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، دوسرا ایمان موت پر، تیسرا ایمان مرنے کے بعد اٹھنے پر،

الترمذی و ابن ماجہ واللفظ لہٗ ۔ (یعنی) ایمان والے قضاء و قدر پر۔ اس حدیث
کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی احادیث کثیرہ اور روایات صحیحہ موجود ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ انسان جب تک قضا و قدر پر ایمان نہ لاوے گا مومن نہ ہوگا۔ ہمارے نزدیک یہ تو ممکنات سے ہے کہ انگریزی کالجوں اور اسکولوں کی تعلیمی مشاغل نے جناب مودودی صاحب کو کتب احادیث کا استیعاب یا مطالعہ کرنے اور کسی درسگاہ میں کسی محدث سے سبقاً سبقاً حدیث پڑھنے کا موقع نہ دیا ہو لیکن یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ ایمان مفصل کی عبارت بھی زیر نظر نہ رہی جس میں یہ الفاظ موجود ہیں :۔

والقدر خیرہٖ و شرہٖ من	(اور ایمان لایا میں) اس بات پر کہ بھلائی
اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت	اور برائی اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور اس پر
	کہ موت کے بعد اٹھنا برحق ہے۔

مودودی صاحب نے رسالہ مذکورہ میں اپنا عقیدہ اور خیال ظاہر کرنے کے بعد ائمہ اہل سنت کو بھی نہ چھوڑا ان کی شان میں جو کہنا چاہا کہا اور ان پر جو الزام لگانا چاہا لگایا کہیں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر کبیر کو فرقہ جبریہ کا پرزور وکیل بتایا اور ان کی ذات پر فرقہ مذکورہ کی وکالت کا دھبہ لگایا کسی جگہ ائمہ اشاعرہ کے احتجاج کو خالص جبر قرار دیا کہیں حضرت متکلمین رحمہم اللہ کا نام بتایا، پس ایسی صورت میں ارباب مودودیت خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان کے پیشوا کا یہ عقیدہ اور نظریہ عقیدۂ اہل سنت کے خلاف نہیں تو کیا ہے۔

امام مہدی کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین میں امام مہدی کی تشریف آوری کے سلسلے میں پہلے تو عوام کا خیال ظاہر کیا جس کے ضمن میں مولوی، صوفی، تسبیح، خانقاہ اور روحانی تصرفات کا مذاق اڑایا اس کے بعد حضرت امام کی آمد کے متعلق اپنا نظریہ پیش

فرمایا ہے :۔

"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا بلکہ شاید
اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی۔ مہدویت دعوے کرنے کی چیز
نہیں کر کے دکھانے کی چیز ہے اس کے کام میں کرامات، و خوارق کشوف و الہامات
اور چلوں اور مجاہدوں کی جگہ نظر نہیں آتی وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک
نیا مکتب فکر پیدا کرے گا" (تجدید ص ۴۵)

حضرات محدثین کرام کا اتفاق ہے کہ حضرت امام مہدی کو ولایت قطبیت حاصل ہوگی۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ابدال امت امام مہدی کے دست حق پرست پر بیعت کریں گے اس سے ان کا مرتبۂ ولایت ظاہر ہے۔ لیکن مودودی صاحب کو ان کاموں میں نہ کشف و کرامات کی جگہ نظر آتی ہے اور نہ الہام و ریاضت کا پتہ ملتا ہے۔ ومن یجعل اللہ لہٗ نورا فما لہٗ من نور۔

صوفیائے کرام کے حالات کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

مودودی صاحب حضرات صوفیائے کرام کے اوراد وظائف ریاضت و مکاشفہ اور حزب و اعمال کے متعلق اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین کے ص ۲۲، ۲۳ پر رقمطراز ہیں :۔

"اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ، مکاشفہ، چلہ کشی
ریاضت اور اوراد و وظائف احزاب و اعمال کے چکر میں ڈال دیا اور مستحبات و
نوافل کے اہتمام میں فرائض سے بھی زیادہ منہمک کر کے خدا کے اس کام
سے غافل کر دیا۔" (تجدید ص ۲۲، ۲۳)

غور کرنا چاہیے کہ مودودی صاحب کس طرح مکاشفہ، مراقبہ اور ریاضت و مجاہدہ کو غفلت کا سبب بتا کر حضرات اولیائے کرام اور صوفیائے عظام پر غفلت کا دھبہ لگا رہے ہیں اور ان پر مستحبات و نوافل کے التزام اور فرائض سے زیادہ انہماک کا الزام لگا کر مسلمانوں کو مستحبات و نوافل چھوڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

پیری مریدی کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

جناب مودودی صاحب عام غیر مقلدوں وہابیوں کی طرح پیری مریدی اور بیعت وارادت کے سخت مخالف ہی نہیں بلکہ بمنزلہ شرک سمجھتے ہیں۔ موصوف اپنے رسالہ "تجدید واحیائے دین کے ص" پر تحریر فرماتے ہیں:

"بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں لگتی کہ مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے، جو مریدوں کے ساتھ مخصوص ہو چکی ہے، یعنی "بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید" والی ذہنیت جس کے بعد پیر صاحب اور رب من دون اللہ میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا" فکر ونظر معطل، تنقید وتحقیق ناپید، علم وعقل کا استعمال موقوف اور دل ودماغ پر بندگی شیخ کا ایسا مکمل تسلط کر گویا شیخ ان کا رب ہے: (تجدید ص٣١)

اس کے بعد مودودی صاحب اس سلسلے میں حضرت مجدد اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ پر تنقید فرماتے ہیں اور اپنی تجدید کے ص ١١٣ پر رقمطراز ہیں:

"دوسری چیز ان کے اس مرض سے حضرت مجدد صاحب ناواقف تھے نہ شاہ صاحب مگر غالباً اس مرض کی شدت کا انہیں پورا اندازہ نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ان بیماروں کو پھر وہی غذا دے دی جو اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی ہے۔" (تجدید ص١١٣)

آخر میں مودودی صاحب نتیجہ کے طور پر اسی کتاب کے ص ١١٦ پر تحریر فرماتے ہیں:

"اب جب کسی کو تجدید دین کے لیے کوئی کام کرنا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان واصطلاحات، رموز واشارات، لباس، پیری مریدی اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جس طرح ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔" (تجدید ص١١٦)

اور اب نظر غور فرمائیں کہ وہابیہ کا ایک طبقہ (غیر مقلدین) تو پیری مریدی کو صرف بُرا

سمجھتا ہے۔ لیکن مودودی صاحب اس سے بھی چار قدم آگے نکل گئے ہیں جو پیران عظام کی رفتار وگفتار، عادات واطوار، رموز واشارات اور زبان واصطلاحات سے بھی نفرت کا اظہار فرماتے ہوئے مسلمانوں کو ان سب چیزوں سے بچنے اور مجتنب رہنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

فاتحہ اور نذر ونیاز کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ

جناب مودودی صاحب نے نذر ونیاز، فاتحہ، اعراس اور عرس وغیرہ کو مشرکانہ پوجا پاٹ بتانے کے سلسلے میں "جاہلیت مشرکانہ" کے عنوان کے تحت ایک لمبا چوڑا مضمون تحریر فرمایا ہے جس سے موصوف کی غلط بیانی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ "تجدید واحیائے دین" کے ص پر ارشاد فرماتے ہیں:

"جاہلیت خالصہ کے بعد دوسری قسم کی جاہلیت وہ ہے جس میں انسان قدیم ترین زمانہ سے آج تک مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ کمزور دماغ حالت ہی میں یہ کیفیت رونما ہوئی ہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں۔ مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی ہے، جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا۔" (تجدید ص٨)

اس جگہ مودودی صاحب نے بھی عام وہابیوں کی طرح غلط گوئی اور غلط بیانی سے کام لیا اور مسلمانان اہلسنت پر محبوبان خدا کو خدا بنانے کا الزام کیا۔ حالانکہ مودودی صاحب کا یہ الزام صریح غلط اور کھلا بہتان ہے۔ بھلا جو مسلمان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو خدا نہ سمجھتا ہو وہ غوث وقطب اور دیگر بزرگوں کو خدا کیونکر کہہ سکتا ہے۔ یہ وہابیہ کی پرانی گمراہی ہے جو محبوبان خدا ماننے کو خدا بنا لینا سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر وہابیوں کے ہندی امام مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں جابجا تاکید کرتے رہے کہ صرف خدا کو مانو اور کسی کو نہ مانو حاکم

قرآنِ کریم میں جس طرح خدا کو ماننے کا حکم ہے اسی طرح مہربانِ خدا کو ماننے کا بھی حکم ہے۔

نعوذ باللہ من العقائد الکاسدۃ والافکار الفاسدۃ

اس کے بعد مودودی صاحب نے اپنے زعمِ باطل کے مطابق خدائی اوصاف تین قسموں کا بیان فرماتے ہوئے اپنی "تجدید و احیائے دین" کے ص۵۱ پر اس طرح ملفوظ ہیں :-

"ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نیاز، نذر، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، علم، تعزیہ اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کرلی گئی۔" (تجدید ص۵۱)

مودودی صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے کہ ان کے نزدیک یہ تمام کام خدائی کے اوصاف اور الوہیت کے لوازمات میں سے ہیں۔ مخلوق میں سے کسی زندہ یا مردہ کے ساتھ یہ معاملہ کرنے والا مودودی صاحب کے نزدیک مشرک ہے اس لیے خدائی کے اوصاف اور الوہیت کے لوازمات کا کسی مخلوق زندہ یا مردہ کے لیے ثابت کرنا صریح شرک ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک نیاز و فاتحہ کی جائے تو خدائے بے نیاز کی کی جائے، ایصالِ ثواب کیا جائے تو مودودی صاحب کے خدا کی روح کو کیا جائے، زیارت کی جائے تو مودودی صاحب کے خدا کی قبر کی زیارت کی جائے، عرس کرے تو مودودی صاحب کے خدا کے مزار کا عرس کرے۔ صندل چڑھائے مودودی صاحب کے خدا کے مزار پر چڑھائے اگر مخلوق میں کسی زندہ یا مردہ کی روح کو ثواب پہنچایا جائے گا یا کسی انسان کے قبر کی زیارت کریگا یا کسی بزرگ کے مزار کا عرس کرے تو مودودی کے نزدیک مشرک ہوجائے گا۔ اس لئے کہ یہ تمام باتیں مودودی صاحب کے نزدیک خدائی اوصاف ہیں اور الوہیت کے لوازم میں سے ہیں جن کا مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ یہ ہے مودودی صاحب کے ارشاد کا مطلب۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ناظرینِ کرام : مودودی صاحب کی چالاکی ملاحظہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا عبارت میں

زیارت، عرس وغیرہ امورِ شرعیہ مستحبہ کو نشان، علم، تعزیہ امورِ باطلہ کے ساتھ خلط ملط کرکے پیش کیا ہے تاکہ بھولے بھالے مسلمان دھوکے میں آکر امورِ شرعیہ کو بھی امورِ باطلہ سمجھ کر چھوڑ دیں۔ کیا مودودی صاحب کو یہ بات معلوم نہیں کہ نشان، علم، تعزیہ تمام اہلسنت کے نزدیک ناجائز امور میں سے ہیں۔ جن کے بطلان پر حضرات علمائے اہلسنت کے فتاوے شاہد ہیں۔ اب ہم اس جگہ یہ واضح کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ مودودی صاحب جن امورِ شرعیہ کو مشرکانہ پوجا پاٹ کا قائم مقام تصور کرتے ہیں ان کا ثبوت قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے آفتاب کی طرح روشن ہے۔ جو حضرات مذکورہ بالا امور کے دلائل شرعیہ ملاحظہ فرمانا چاہیں وہ حضرات "الاقوال المشہد" میں ملاحظہ فرمائیں۔

بزرگانِ دین کے کرامات و تصرفات کے متعلق مودودی کا نظریہ

بزرگانِ دین کے تصرفات و کرامات کے متعلق مودودی صاحب کے خیالات و نظریات کا جائزہ لینا ہو تو ان کی کتاب تجدید و احیائے دین کا ص۵۱ ملاحظہ ہو، موصوف اپنے خیالات کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں :۔

"دوسری طرف بغیر کسی ثبوتِ علمی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور و غیبت، کرامات و خوارق، اختیارات و تصرفات اور خدا تعالیٰ کے یہاں ان کے تقربات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی جو بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔ (تجدید ص۵۱)

حضرات : اہلِ سنت سے پوشیدہ نہیں کہ بزرگانِ دین کے کشوف و کرامات اور تصرفات و تقربات کے سلسلے میں جناب مودودی صاحب کا یہ نظریہ اور خیال بعینہٖ ہی ہے جو دیگر وہابیوں غیر مقلدوں کا خیال ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب اسی وہابیت کے علمبردار ہیں جو اہلسنت کے نزدیک کفر و ارتداد کے مترادف ہے۔

میں نے سرسری طور پر مودودی صاحب کے چند نظریات و افکار بطور اختصار ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کئے ہیں تاکہ مودودی صاحب کے نظریات کا مطالعہ کرنے کے بعد ناظرین خود فیصلہ کرسکیں کہ مودودی صاحب کون ہیں اور ان کے عقائد کیسے ہیں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) مودودی صاحب کے نظریات کیسے ہیں اور مذہبی اعتبار سے وہ کون ہیں؟

(۲) مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے لوگوں کو امام بنانا اور ان کی اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں اور نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) ان کی تحریک میں شمولیت کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی محمد محی الدین عفی عنہ ویلور (مدراس)

الجواب :-

(۱) حامداً و مصلیاً و مسلماً مودودی صاحب کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ ان کے عقائد باطل، نظریات فاسد اور خیالات فاسد ہیں مسلک کے اعتبار سے وہ غیر مقلد ہیں اور مخصوص نظریات کی وجہ سے دائرۂ اہلسنت سے خارج ہیں۔

(۲) مودودی صاحب اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کی امامت ناجائز ہے اور جو نماز ان کی اقتداء میں ادا کی جائے گی اس کا اعادہ لازم ہے۔

(۳) مودودی صاحب کی تحریک تحریکِ ضلالت ہے اور مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا قعرِ ضلالت میں گرنے کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ نہ مودودی صاحب کی کتب و رسائل کا مطالعہ کریں اور نہ ان کی تحریک میں شریک ہوں۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اخبر مسلم یعنی بدعقیدہ لوگوں سے دور رہو اور ان کو دور رکھو تاکہ فتنہ اور گمراہی و ضلال سے محفوظ رہوگے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

حررہ ابو الجلیل محمد رضوان الرحمٰن الفاروقی

مفتی مالوہ (اندور)

ناظرین انصاف فرمائیں اگر میں نے مذکورہ بالا نظریات کی بنا پر مودودی صاحب کو غیر مقلد کہا ان کی تحریک کو مسلمانوں کے لیے تحریکِ ضلالت بتایا، یا دیگر علمائے اہلسنت نے مودودی صاحب پر کفر و ارتداد کا فتوے لگایا تو اربابِ مودودیت چراغ پا کیوں ہوتے ہیں خود ان کے گھر سے ان کے کفر و ضلالت کے فتوے نکلے ہیں جن میں ان کی تفصیل کی گئی ہے یعنی غیر مقلدوں وہابیوں دیوبندیوں نے بھی مودودی صاحب کو گمراہ اور ان کی تحریک کو مسلمانوں کے لیے گمراہ کن اور دینی ضرر کا باعث بتایا ہے۔

حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند، مولانا سید افضل حسین صاحب مفتی منظر اسلام بریلی شریف کے رائے گرامی

مودودی کی تالیفات فقیر کے مطالعہ سے نہیں گزریں، کچھ روز ہوئے ایک صاحب میرے پاس اس کی ایک تالیف خطبات کا ایک نمبر لائے تھے میں نے اسے بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کا دعوےٰ تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور ترقی ہے مگر حقیقت میں اس کی تحریک اسلام میں رخنہ اندازی اور تفریق بین المسلمین اور تکفیر سازی اور کارگری ہے وہ اسلام کے معنی ہی جدا بتاتا ہے اور اس طرح عامۂ مسلمین کو مسلمان نہیں سمجھتا مسلمان کے بچے جو ابھی سن شعور کو نہ پہنچے ہوں وہ انہیں مسلمان نہیں جانتا وہ اسلام کے دین فطرت ہونے سے منکر ہے۔ جاہل کو وہ مسلمان نہیں سمجھتا بلکہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا ہی ناممکن بتاتا ہے اس کی تصریحات اس کی اس تاویل کا صراحۃً قطعاً بند کرتی ہیں کہ اس کی مراد علم سے معرفت الٰہی اور جہل سے جہل باللہ ہے۔

بالجملہ مودودی اور اس کی تحریک سے مسلمانوں کو دور و نفور رہنا لازم ہے وہ اور اس کی تحریک مسلمانوں کے حق میں سخت خطرناک ہے اس کی یہ تحریک کوئی تحریک نہیں ہے یہ وہی پرانی خارجیت ہے جو نئے نئے روپ اختیار کر چکی نئے نئے رنگ سے ظاہر ہو چکی اور چولے بدلتی رہی ہے اور یہ وہی تحریک وہابیت ہے جو نجد وغیرہ میں ابن عبد الوہاب نجدی نے پیدا کی، مودودی نے اسی تحریک کو اب نئے ڈھنگ سے دلفریب

عنوانوں کے ساتھ پھیلایا ہے۔ بیلنے پیش رو تحریکوں کا پورا مقلد جامد ہے اسی لیے غیر مقلدیت کو بھی نوازتا ہے۔ بنظر غور و تامل اس کی تحریک کو دیکھنے والا یہ سب کچھ دیکھ سکتا ہے عمل کو جزو ایمان ٹھہرانا اس کا کوئی نیا اجتہاد نہیں ہے وہی پرانی خارجیت ہے۔ سائل فاضل نے مودودی اور اس کی تحریک کی نسبت جو سمجھا اور لکھا ہے وہ صحیح ہے۔

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہٗ
۲۳ رجب ۱۳۷۰ھ
مہر

کتبہ ابو الفضل السید محمد افضل حسین غفرلہٗ
مفتی دار العلوم منظر اسلام بریلی

مودودی صاحب کے متعلق مولوی ثناء اللہ امرتسری کی رائے

"مودودی کا مسلک اعتزال نہیں بلکہ اعتدال ہے اعتزال سے ہماری مراد وہ مصدر نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق کیا جاتا ہے بلکہ اصلی معنوں میں اعتدال مراد ہے اس لفظ کے معنی علیحدگی کے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں موصوف اپنی تحریرات میں محمد نامرزا صاحب قادیانی کا متبع کرتے ہیں۔

(خطاب بہ مودودی) (منقولہ از حقائق مودودیت
مصنفہ داؤد غیر مقلد

مودودی صاحب کے متعلق دیوبند کا فتوے

مسلمانوں کو اس تحریک میں ہرگز ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیئے اس کے لیے زہر قاتل ہے لوگوں کو اس میں شریک ہونے سے روکنا چاہیئے ورنہ گمراہ ہوں گے بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ شرعاً اس تحریک میں حصہ لینا ہرگز جائز نہیں۔ اس جماعت کے مقصد کی نشر و اشاعت جو شخص کرتا ہے وہ بجائے فائدے کے گناہ کا کام کرتا ہے وہ معتزلہ سے مستثنیٰ نہیں رہ سکتا اور گناہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اگر کوئی مسجد کا امام مودودی صاحب کا ہم خیال ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ السید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند ۱۳۷۰ھ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ
منقول از حقائق مودودیت مصنفہ مولوی داؤد راز)

مودودی صاحب کے متعلق مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتوے

مودودی جماعت کے افسر مولوی ابو الاعلیٰ مودودی کو میں جانتا ہوں وہ کسی معتبر اور معتمد عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علماء کرام بلکہ صحابۂ کرام پر بھی اعتراضات ہیں اسی لیے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیئے اور ان سے میل جول ربط اتحاد نہ رکھنا چاہیئے۔ ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں وہی باتیں دل میں بیٹھتی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں۔ اور بزرگانِ اسلام سے بدظن بنا دیتی ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

ہر وہ مسلمان جس کے سر میں دماغ دماغ میں عقل اور عقل میں بصیرت ہے۔ مودودی صاحب کے نظریات و معتقدات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ مودودی مسلک کو مسلک محمدی سے دور کا تعلق نہیں اور یہ وہ حقیقت ہے جس کے انکار کی مودودی صاحب اور دیگر ارباب مودودیت کو بھی گنجائش نہیں اس لیے کہ اس حقیقت کا اظہار خود مودودی صاحب کے زبان و قلم سے ہو چکا ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب اپنے ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:۔

"ہم اپنے مسلک و نظام کو کسی شخص خاص کی طرف منسوب کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ مودودی تو درکنار ہم تو اس مسلک کو محمدی کہنے کے لیے بھی تیار نہیں۔

(ترجمان القرآن)

مودودی صاحب کی اس عبارات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مودودی تحریک مسلکِ محمدی نہیں اور نہ مسلکِ محمدی سے کوئی تعلق ہے۔ ہر مسلمان یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ مودودی تحریک میں شمولیت ناجائز اور حرام ہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والزکی الصلوٰۃ واسنی السلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین ۔

عبدہ ابوالجلیل محمد نعمان الرضوی الحنفی القادری مفتی عالم

مودودی نظریات اور اسلام

اسلام اور مودودی نظریات میں حقیقۃً اتنا ہی بُعد ہے جتنا آسمان اور زمین میں۔ مودودی صاحب جو بات بھی اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں وہ اپنی جدت اور اچھوتے پن کے باعث ایک علیحدہ ہی مقام رکھتی ہے اس طرح اسلام کا نیا روپ جو مودودی صاحب نے اپنے لٹریچر میں پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی اسلام سے لگا نہیں کھاتا، حیران کر دینے والی بات یہ ہے کہ پیغمبر بھی نہیں ہوتا کہ جو کچھ میں کہہ دوں وہ کہاں تک ٹھیک ہے۔ اور اس سے کسی شخصیت کی توہین تو نہیں ہوتی، کلام الٰہی یا احادیثِ نبوی کی مخالفت تو نہیں نکلتی، بلکہ وہ اپنی دھن میں بلا تامل وہ سب کچھ کہہ گزرتے ہیں جو ان کو کہنا ہوتا ہے خواہ کسی کی توہین ہو یا تذلیل، اس قسم کی عبارات کو لکھی تصانیف میں کثرت سے ملتی ہیں جو اسلام کے لئے زہرِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ نام تو تحریک کا ہے مگر دراصل یہ ایک نیا مذہب ہے جس کے موجد اور بانی مودودی صاحب ہیں۔ یہ مذہب اپنے جداگانہ نظریات، علیحدہ عقائد اور الگ تشخص رکھتا ہے لہٰذا اپنے اس دعوے کے ثبوت میں ہم مودودی لٹریچر کی کچھ عبارات پیش کرتے ہیں پڑھئے اور فیصلہ فرمائیے :-

خدائے قدوس کے بارے میں مودودی صاحب کا نظریہ

اس سلسلہ میں تفہیمات مکتبہ جماعت اسلامی دارالاسلام پٹھان کوٹ ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۲۷ پر مودودی صاحب فرماتے ہیں :-

"اور کیا وہ اللہ کی چال سے بے خوف ہو گئے ہیں، سو اللہ کی چال سے تو وہی بے خوف ہوتے ہیں جو کہ برباد ہونا ہو :"

دوسری جگہ تفہیمات میں ص ۳۴۳ پر اسی عبارت کو یوں لکھتے ہیں :۔

"اس کی چالوں کے مقابلہ میں خدا بھی ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ وہ اس کو بھی نہ سکتے تھے پھر اس کا توڑ کہاں سے کرتے؟"

ذرا غور فرمائیے وہ جہاں کہ رب کو چالباز ٹھہرایا جا رہا ہے عبد اور معبود کے درمیان چالبازیوں کا بازار گرم کیا جا رہا ہے۔ داؤ گھات لگ رہے ہیں۔ چالیں چلی جا رہی ہیں ادھر سے بندہ کوئی چال چلتا ہے تو ادھر سے خدا چال چل رہا ہے۔ عبد اور معبود کا برابر کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ۔ اللہ اکبر کس قدر شدید گستاخی اللہ عزوجل کی شان میں کی ہے کہاں شانِ خدا اور کہاں یہ نظریہ، توبہ، توبہ۔ اللہ وحدہٗ لاشریک تو احکم الحاکمین ہے۔ حافظ و ناصر، قادر و توانا ہے اس کا اس حقیر بندے سے مقابلہ ہی کیا وہ شہنشاہوں کا شہنشاہ اور حاکموں کا حاکم ہے۔ اس کا حکم دو عالم میں چلتا ہے۔ بغیر اس کی مرضی ایک ذرہ بھی نہیں ہلتا، یہ ہمارا اسلامی عقیدہ اور وہ ہے مودودی نظریہ فیصلہ آپ خود فرمالیجئے۔

انبیاء علیہم السلام اور مودودی نظریات

دیکھئے کتاب تجدید و احیائے دین طبع پنجم ص ۳۴ لکھتے ہیں :۔

"وہ اہل جاہلیت کو یہ حق تو دینے کو تیار تھے کہ اگر چاہیں تو اپنے جاہلی اعتقادات پر قائم رہیں اور جس حد کے اندر ان کے عمل کا اثر انہی کی ذات تک محدود رہتا ہے اس میں اپنے جاہلی طریقوں پر چلتے رہیں مگر وہ انہیں یہ حق دینے کو تیار نہ تھے۔ اور نہ دے سکتے تھے کہ اقتدار کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں رہیں اور وہ انسانی زندگی کے معاملات کو طاقت کے زور سے جاہلیت کے قوانین پر چلائیں اسی وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔"

کتنا بڑا بہتان انبیاء علیہم السلام پر لگایا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو جاہلی اعتقادات پر قائم رہنے کا حق تو دینے کو تیار تھے مگر اقتدار کی کنجیاں دینے کو تیار نہ تھے گویا ان کا مقصود اصلی تبلیغ توحید پرستی نہیں بلکہ حصولِ اقتدار تھا حالانکہ کبھی کسی نبی نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اور نہ سیاسی اقتدار ہی حاصل کرنا چاہا ان کا مقصودِ حقیقی بنی نوع انسان کو ایک خدا کی بارگاہ کا درس دینا ہے۔ ان کا منشا تو قلوبِ انسانی کو دولتِ ایمان سے مالا مال فرما دینا تھا، وہ تو انسانی زندگی کے لئے ایک ٹھوس اور مکمل نظام لے کر آئے تھے۔ ان کا اصل مطلب تو اشرف المخلوقات کو اللہ وحدہٗ لاشریک کے دربار میں سربسجود کر دینا تھا پھر بھلا وہ اقتدار کی طرف نظر اٹھا کر کس طرح دیکھتے، یہ اور بات تھی کہ بعض انبیاء کرام تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بھی اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اہلِ اقتدار کے منشا اور رعایا کی پسندیدگی سے اور اگر کہیں جنگ آزمائی بھی کرنی پڑی تو وہ بھی صرف اللہ کے واسطے نہ کہ سیاسی اقتدار یا انقلاب کے لئے۔ لیکن مودودی صاحب کی فہم کا کیا کہنا کہ وہ انبیاء کے مشن کو سیاسی انقلاب اور اقتدار کی کنجیاں حاصل کرنے تک محدود کر بیٹھے گویا نبی ایک سیاسی نیتا یا انقلابی لیڈر ہوتا ہے جو انقلاب و استحکامِ اقتدار جانے کی غرض سے اس دنیا میں وارد ہوتا ہے۔ معاذ اللہ نبوت دنیا کی طمع سے پاک رہی ہے دنیا نے خود ہی اس کے قدموں پر سر جھکایا ہے، اگر مودودی صاحب کو بعض پیغمبر تختِ شاہی پر حکمران نظر آئے تو وہ پیغمبری کو حصولِ اقتدار کا ذریعہ ہی سمجھ بیٹھے

بریں عقل و دانش بباید گریست

اب ذرا تفہیمات مکتبہ جماعت اسلامی پٹھان کوٹ ۱۹۶۲ء ص ۱۲۱ پر نظر ڈالئے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھتے ہیں۔

"وہ چرواہا سرنیا چرواہا ہے کہ دیکھئے جس سے وادی مقدس طویٰ میں جاکر بات کی گئی، وہ بھی عام چرواہوں کی طرح نہ تھا۔"

اللہ اکبر کس قدر گستاخی کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کی شان میں، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسا عظیم المرتبت پیغمبر اور اتنے گرے

ایک مومن کی زبان ان الفاظ کی تاب لاسکتی ہے کیا ایک مسلمان کا قلم ان الفاظ کا متحمل ہو سکتا ہے، کیا اسلام اسی کا نام ہے کیا مومن کی یہی تعریف ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، ایک مومن کا دل فطرۃً ہر ایسے شخص پر نفرین کرے گا۔ اچھا تو میں پوچھتا ہوں کہ دو عالم کے سرور محبوبِ خدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں الفاظ سے یاد کرنا ضروری تھا۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں یا ایہا المزمل، یا ایہا المدثر کے پیارے پیارے الفاظ سے یاد فرمایا اور مودودی صاحب کا یہ عالم کہ جس خدا کی بندگی کا دم بھریں اسی خدا کے محبوب کی شان میں اس قدر گرے ہوئے الفاظ استعمال کریں۔ آہ آہ مسلمان تیری غیرت و حمیت کو کیا ہوا افسوس صد افسوس کہ یہی قرآن دشمنانِ رسول کی آغوش کو زینت بخشے۔ شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کی کوشش یہ بانی مودودیت نے اپنی کتاب تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں مکتبہ جماعت اسلامی ہند رامپور ص۱۸ پر لکھا ہے

"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کیے اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا جس کے اندر کیریکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی، اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟"

تو یہی رسول کی انتہا کر دی کہ ذات نبویہ کا خاتمہ ہی کر ڈالا معجزات رسالت پر پانی ہی پھیر دیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کو عرب کے جاہل عوام کا مرہون منت ٹھہرایا۔ معاذ اللہ تاریخ شاہد ہے اور زمانہ جانتا ہے کہ حضور کی بعثت کے وقت عرب کے باشندے جاہلیت کی انتہائی منزلوں میں گامزن تھے ان کا کیریکٹر ان کا رہن سہن ان کی گفتار ان کی روزمرہ زندگی بے شرمی بیہودگی اور گندگی سے سراسر لبریز تھی، ان کے دماغوں میں فتنہ فساد کی اسپرٹ بدرجۂ اتم موجود تھی، ان کا ماحول انتہائی گھناؤنا ماحول تھا۔ دنیا کی بدترین رسوم ان کے یہاں رائج تھیں ایسے ناسازگار ماحول میں ہادیٔ مکرم رہبر اعظم

جیسے الفاظ، شرم آنی چاہیے۔ کیا اسرائیلی چرواہا لکھتے ہی میں مودودی صاحب نے کچھ اپنی شان سمجھی کیا وہ خود اپنی پوزیشن کو بھلا گئے کیا اپنی حیثیت انہیں یاد نہ رہی جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اسرائیلی چرواہا لکھ مارا ان کو یہ ہوش نہ رہا کہ وہ ایک نبی کے مقابلہ میں خود کیا ہیں ؎ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

آج کل کی دنیا میں تو آپ چمار کو چمار اور بھنگی کو بھنگی بھی نہیں کہہ سکتے۔ لیکن مودودی صاحب ہیں کہ بڑے سے بڑے پیغمبر کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے نہیں جھجکتے۔ افسوس صد افسوس یہ کیسا اسلام ہے۔

یہی نہیں بلکہ سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کو بھی نہ چھوڑا اور لکھ مارا کہ..... اس نے اس ان پڑھ صحرانشین نے حکمت اور دانائی کی وہ باتیں کہیں جن کی شرح کیں، دیکھئے تنقیحات ص۱۲۵ مکتبہ جماعت اسلامی پٹھان کوٹ ۱۹۴۲ء اور پھر اسی کتاب کے ص ۲۱۰ پر لکھتا:۔

"صحرائے عرب کا یہ ان پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس پہلے اس تاریک دور میں پیدا ہوا تھا، در اصل دورِ جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے"

اس پر بھی صبر نہ آیا اور پھر ص۲۱۲ پر لکھتا:۔

"وہ ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنے والے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکایک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت، اتنے کمالات اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہوجانے کا کون سا ذریعہ تھا؟"

جس ذاتِ مقدس کے بے خالق کونین عالم ہستی کو پیدا نہ فرمائے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کو روشنی بخشے، عالم وجود کی ہر شئے کو مزین فرمائے اور بزم امکان کو بہترین ساز و سامان سے آراستہ کرے اس کے لئے مودودی صاحب کی یہ جرأت کہ نعوذ باللہ ان پڑھ صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین، ایک گلہ بانی کرنے والا بادیہ نشین جیسے بیہودہ اور گندے الفاظ اپنی کتابوں میں بے دھڑک تحریر کریں، اور پھر بھی اسلام کا دم بھریں، کلیجہ پھٹ گیا، ہاتھ دل پر ٹوٹ پڑے، میرے آقا کی شان میں یہ الفاظ لکھتے وقت کیا

صلے اللہ علیہ وسلم نے سرزمین مکہ پر ولادت فرمائی پلے بڑھے اور جوان ہوئے اور اظہار نبوت فرمایا۔ عرب کے ان وحشی صفت انسانوں کو جس سے دنیا کی ہر قوم نفرت کرتی تھی جن کے عادات و اطوار وحشی جانوروں سے بھی بدتر تھے جن کو انسان کہنا بھی مشکل تھا، اخوۃ و مساوات اور تہذیب و تمدن اخلاق و معاشرت کا وہ زریں سبق پڑھایا جس کا ہم ہی نہیں بلکہ غیر اقوام بھی آج لوہا مان رہی ہے۔ عرب کی کایا پلٹ دی، درندوں کو انسان بنا دیا، بدترین کو بہترین بنا دیا وہ عرب جن کو دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اب ان کے نام سے بڑے بڑے شہنشاہ بھی لرزتے تھے، یہ سب کچھ حضور کا کمال نبوت تھا، یا عرب کے بہترین انسانی مواد کا نتیجہ، ذرا غور فرمائیے مودودی صاحب ہادی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے جو کمالات و معجزات پر پردہ ڈال کر کامیابی کا سہرا عربوں کے سر باندھ رہے ہیں "کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے" اس جملہ نے بالکل صاف واضح کر دیا کہ حضور میں کوئی طاقت اور اختیار نہ تھا۔ شانِ مصطفےٰ کو گھٹانے کے لیے مودودی صاحب نے اپنی دانست میں بہت بڑی چال چلی ہے لیکن حقیقت پر پردہ ڈالنا یا سورج پر خاک اڑانا لاحاصل ہی ہوتا ہے چالبازیوں سے کچھ سادہ لوح دام فریب میں پھنس سکتے ہیں لیکن حق کا بال بیکا نہیں ہوتا ہے۔ اب ذرا تفہیمات کا ص ۲۴۵ ۲ اور دیکھ ڈالیے لکھتے ہیں:-

"اور کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بنا پر جب کبھی آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہو جاتی تھی"

کج باطنی دیکھئے کہ رہبر اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اندر بھی لغزشیں نظر آ رہی ہیں اور خامیاں دکھائی دے رہی ہیں، چھوٹا منہ بڑی بات۔ لیکن خود مودودی صاحب کا یہ حال ہے کہ جب کبھی ان کے سامنے ان کی کوئی غلطی پیش کرتا ہے تو فوراً بپھر جاتے ہیں، غلطی کو غلطی تسلیم نہیں کرتے اور برہم ہو کر فوراً جواب دیتے ہیں۔ ادھر تو یہ عالم ہے اور اُدھر مخبر صادق، رہبر اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر غلطیاں نکالی جائیں اور پھر اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو الٹا اس پر مودودی صاحب عتاب فرمائیں، میں کہتا ہوں کہ مودودی صاحب کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں میں ڈالنے والے

بھی وہ حضرات ان گمراہ کن عبارتوں پر غور کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ وہ کس عالم کی گمراہی کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

مودودی نظریہ اور قرآنِ کریم

تفہیمات حصہ اول ص ۳۱۲ میں کلام الٰہی کے متعلق مودودی صاحب اپنا نظریہ یوں پیش فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم نجات کے لیے نہیں بلکہ ہدایت کے لیے کافی ہے"

بڑی عجیب بات ہے مودودی صاحب فرماتے ہیں حالانکہ ہر ذی علم جانتا ہے کہ ہدایت اور نجات لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتی ہیں، جہاں ہدایت ہوگی وہاں نجات بھی، جو چیز ہدایت بن کر آئے گی وہی نجات کا وسیلہ بھی ہوگی لیکن مودودی صاحب کی فہم و خرد کا کیا کہنا کہ ان کو قرآن کریم سے ہدایت تو نظر آئی مگر نجات سے محروم رہا ہے ہدایت پا کر بھی جو نجات سے محروم ہے اس کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا [illegible] تعصب کا کتنا [illegible] دیکھی جاتی ہے۔

ملائکہ مرسلین اور مودودی نظریہ

دیکھیے "تجدید احیائے دین ص ۳۱" پر لکھتے ہیں:-

"انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں مشرک اللہ واحد قہار کی خدائی کے قائل ہوگئے وہاں سے خدائی کی دوسری اقسام کی علامت ہی گئیں مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی جاہل دماغوں نے مشرکوں کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا جن کی ساری زندگی بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھی ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارت، نیاز، عرس، صندل چڑھاوے، نشان، علم تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے افعال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی تھی۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی

دعوت و وفات و ظہور و غیاب کرامت و خوارق اختیارات و تصرفات اور اللہ تعالیٰ
کے ان بندوں کے تقرب کی کیفیات سے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست
مشرکوں کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے :

مودودی صاحب خدائے تعالیٰ کو چالباز ٹھہرائیں۔ انبیاء علیہم السلام کی بڑی سے بڑی
توہین کریں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین لکھیں۔
قرآن کریم کو نجات کا قبالہ نہ سمجھیں فرشتوں کو دیوی دیوتا بنا جائیں اولیاء اللہ پر ہر قسم کے
الزامات لگائیں مگر ان کی میتھالوجی بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے قطعاً لگا نہ کھائے
اور اگر کوئی اللہ کا حق پسند بندہ بزرگان دین کی کرامات و خوارق اختیارات و تصرفات
اور کیفیات قرب حق تعالیٰ اپنی زبان سے بیان کر دے تو مودودی صاحب کا پارہ آسمان چڑھ
جائے کہ اس کی تصنیف کو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے لگا کھاتی ہوئی بتائیں
اور نئی شریعت کے نام سے موسوم کریں واقعی بڑے حق پسندانہ خیالات و نظریات ہیں،
مودودی صاحب کا کیا کہنا ہے اس دانشمندی کا کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آرہا ہے
مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا تول رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آخر چڑ کیا ہے مودودی صاحب
کو اولیائے کرام سے اگر ہم ان کے کرامات و خوارق ظہور و غیاب کے قائل ہوتے ہیں، تو
قصر مودودیت متزلزل کیوں ہوتا ہے اگر ہم ان کے تصرفات بیان کرتے ہیں تو دنیائے
مودودیت برہم کیوں نظر آتی ہے اگر ہم نیاز اور عرس کرتے ہیں تو مودودی صاحب
کا کیا بگڑتا ہے۔ ہم آپ سے تو کچھ نہیں بولتے ہم آپ پر جھوٹے بہتان تو نہیں لگاتے
ہم آپ کے مبلغین کی توہین تو نہیں کرتے ہم آپ کے اجتماعات میں شرکت کرنے کو
نہیں جاتے پھر آپ کون ہوتے ہیں ہمارے انبیاء کرام اور اولیائے امت کی تحقیر کرنے
والے ہم نے جہاں کہیں بھی آپ کو کچھ لکھا ہے تو جواباً ہی لکھا ہے پہل ہم نے نہیں کی ہے
پہل آپ کی ہی طرف سے ہوئی ہے تو کیا ہم جواب دینے کا حق بھی نہیں رکھتے، اگر
آپ ہم سے متفق نہیں تو گھر بیٹھئے لیکن ہم آپ کو اس کی اجازت ہرگز نہ دیں گے کہ آپ
ہمارے سیدھے سادے بھائیوں کو بہکاتے پھریں اگر آپ کو تبلیغ ہی کرنی ہے تو

مندروں پاسیوں اور دیریوں میں جا کر کیجئے، چھوڑیئے ہم کو ہمارے حال پر، ہم اپنے اولیاء
دین کو مانتے ہیں آپ نہ مانیے مگر توہین ہم ہرگز گوارہ نہ کریں گے اور صبر کا ساغر جو اب
چھلکنے ہی پر ہر وقت تیار رہے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ توہین کا دروازہ بند کر دیجئے
ورنہ آپ کی اس تبلیغ کا بھانڈا پھوٹ جائے گا اور دنیا دیکھے گی کہ کون حق پر ہے اور
کون باطل پر۔

اب پھر دیکھئے تجدید احیاء دین ص۱۳۵ لکھتے ہیں :-

"بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں گزرتی کہ مرید دل میں وہ ذہنیت پیدا
ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جو مریدی کے ساتھ مختص ہو چکی ہے یعنی "بمے سجادہ رنگین
کن گرت پیر مغاں گوید" والی ذہنیت جس کے بعد پیر صاحب اور ارباب من دون اللہ
میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا فکر و نظر معطل قوت تنقید مفلوج، علم و عقل کا استعمال ہرگز
اور دل و دماغ پر بندگی شیخ کا ایسا مکمل تسلط کہ گویا شیخ ان کا رب ہے اور یہ اس کے
مربوب؟"

دیکھا آپ نے پیر کو رب بنا دیا اور مرید کو مربوب حالانکہ نہ مرید پیر کو رب جانتا
ہے نہ پیر مرید کو مربوب ہی سمجھتا ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد مرید
پر پیر کی اطاعت لازم آتی ہے لہٰذا مرید اس کی ہر بات پر عمل کرنا لازم سمجھتا ہے اس
اطاعت شیخ کو مودودی صاحب بندگی رب سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ یہ ان کی عقل و دانش
کا قصور ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی جاہل سے جاہل مرید بھی اپنے پیر کو اپنا خدا نہیں
جانتا ہے اور مودودی صاحب کو شاید یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ پیر اسی کو بنایا جاتا ہے جو
احکام شریعت پر پورا اترے اور اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا صحیح مصداق ہو۔

اب ذرا دیکھئے تجدید و احیائے دین کا ص۱۳۵ دیکھئے چلئے، لکھتے ہیں کہ :-

"اب جبکہ کسی کو تجدید دین کے لئے کوئی کام کرنا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ متصوفین
کی زبان و اصطلاحات سے رموز و اشارات سے لباس و اطوار سے پیری مریدی سے
اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے

جیسے زنا بلیک مارکیٹ کرنے کو کہا جاتا ہے۔"

اس عبارت میں بھی دینی اولیاء اللہ سے مسلمانوں کو دور رکھنے کی سختی سے سخت تاکید کی گئی ہے اور پیری مریدی کا رونا رویا گیا ہے۔ یہاں تک کہ بزرگانِ دین کے مزار کو بار بار دوالنے والی چیزوں سے بھی پرہیز کرانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان کسی بزرگ کی بیعت کرتا ہے تو اس میں مودودی صاحب کا آخر کیا نقصان ہے۔ ان کی مودودیت میں کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ پیری مریدی کا سلسلہ آج کا تو نہیں سلف سے یونہی چلا آرہا ہے بڑی بڑی جلیل القدر ہستیاں اس کو اپنا کرتی چلی آئی ہیں۔ پھر وہ کون سی نص ہے جس سے مودودی صاحب یک قلم سلسلہ بیعت ہی کو منسوخ فرمانے دے رہے ہیں کیا یہ اسلام دشمنی اور اولیاء اللہ کی مخالفت نہیں ہے؟ اچھا فرض کیجئے کسی جاہل نے پیر بن کر اپنے مریدوں کو گمراہ کر بھی دیا تو اس میں پیری مریدی کی کونسی خطا ثابت ہوئی نفسِ بیعت کا کون سا قصور پایا گیا۔ مثلاً آج عالم کے روپ میں مودودی صاحب مسلمانوں میں اپنا نیا مذہب دھاندلی کر رہے ہیں تو کیا اب عالم ہونا ہی جرم قرار دے دیا جائے۔ منصوبین کا درجہ اسلام کے اندر بڑی اہمیت رکھتا ہے اور قصرِ اسلامی کا ایک مضبوط و مستحکم ستون سمجھا جاتا ہے۔ مگر مودودی صاحب ہیں کہ اس ستون کو ڈھانے کی انتھک کوشش فرما رہے ہیں۔ غضب تو دیکھئے کہ ہمارے اپنوں کو ہم سے جدا کرنے کے لیے ایک پوری پوری تحریک وجود میں لائی گئی ہے۔ اخبارات شائع ہو رہے ہیں اجتماعات منعقد کئے جا رہے ہیں پوری مشینری حرکت کر رہی ہے صرف اس لیے کہ مسلمان اپنے بزرگانِ دین کا دامن چھوڑ بیٹھیں اپنی عظیم الشان سالقہ روایات کو بھول جائیں اور اسلامِ قدیم کو چھوڑ کر مودودی صاحب کے جدید مذہب کو اپنا لیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ جب تک مسلمان اپنے اولیاءِ کرام کا دامن نہ چھوڑے گا۔ ہرگز کسی کے دامِ فریب میں نہ آئے گا۔ لہٰذا اب ان عبارات کو پڑھیے اور ان کے معانی و مطالب پر غور کیجئے اور حق و باطل کا فیصلہ کیجئے۔

امام مہدی اور مودودی نظریہ

اس موضوع پر ایک مکمل مضمون پیر قلم کر چکا ہوں تاہم قارئین عرض کر دوں کہ نظریہ کو دہرایا جائے گا لیکن جب بات آہی پڑی تو کچھ کہنا ہی ہو گا۔ لہٰذا دیکھئے تجدید احیائے دین ص ۵۴ کی عبارت۔

"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا اور اپنے عہد کے تمام جہتوں سے بڑھ کر مجدد ثابت ہوگا پر مجھے یہ امید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے بہت کچھ مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید خود اسے اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوۃ پر قائم کرنے والا۔"

دیکھا آپ نے کوئی بات بھی مودودی صاحب کے قلم سے امام مہدی کے متعلق صحیح نکلی ہے کوئی لفظ بھی قرآن پاک اور احادیثِ نبوی کے مطابق لکھا ہوا ہے سوائے اندازہ اور قیاس کے مودودی صاحب نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ آخر یہ اپنا اندازہ کلام الٰہی اور احادیث کے برخلاف پیش کرنے کا مودودی صاحب کو کب حق پہنچتا ہے کیا ان کی یہ جہالت دین کے اندر تحریف نہیں کہلائے گی کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام کی توہین نہیں ہوئی، کیا مودودی صاحب کو یہ حق پہنچتا ہے کہ کہا امام مہدی اور کیا جدید ترین طرز کا لیڈر اور پھر تماشہ یہ کہ ان کو اپنے مہدی موعود ہونے کی بھی خبر نہ ہوگی۔ سبحان اللہ کیا فلسفہ بیان کیا ہے جرأت کی خدا کی قسم داد جواب کی ہے؟

اتنی عقل نہ آئی کہ جب اپنے منصب ہی سے امام مہدی بے خبر ہوں گے تو پھر اپنے فرائضِ منصبی کیوں کر ادا کر سکیں گے۔ موٹی سی مثال ہے کہ ایک شخص کو آپ کلکٹر کا عہدہ دیں مگر اس کو یہ خبر نہ ہو کہ تم شہر کے کلکٹر ہو گئے تو وہ شہر کے انتظامات کر سکے گا کیا وہ رعایا کی پورے طور پر نگرانی کر پائے گا اور کیا رعایا یہ سمجھ پائے گی کہ یہ ہمارا حاکم ہے کلکٹر ہے اور جب رعایا بھی نہیں سمجھ

پائے گی تو وہ اس کے احکام کی پابندی ہی کب کرے گی نتیجہ یہ کہ سارے شہر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور اگر اس کے مرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہی کلکٹر تھا ہمارے شہر کا تو آپ جانتے ہیں کیا ہوگا رعایا الٹا حکومت ہی کو بے قوت ٹھہرائے گی۔ یہ ہیں مودودی نظریات امام مہدی کے بارے میں۔ دیکھئے پورا مضمون بعنوان "امام المہدی" تجدید و احیائے دین ص ۵۴ ، ۵۵ اور فیصلہ کیجئے۔

حضرت امیر معاویہ کے متعلق مودودی نظریہ

سب سے پہلے تجدید و احیائے دین ص ۳۶ پر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا کہ:۔

"دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا۔ ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش رووں میں تھیں۔"

خصوصیات کو پردہ میں رکھ کر مودودی صاحب نے حضرت عثمان جیسے صحابی رسول کی شدید توہین کی ہے ان خصوصیات کو واضح کرنا چاہئے تھا جن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محروم تھے ورنہ تخصیص کے بغیر معاملہ صاف ہی نہیں ہوتا اور خلیفہ سوم کی ذات مودودی صاحب کے حملہ سے بری نہ ہوگی۔ اس تمام عبارت کو اس جگہ پر ذکر ختم کیا کہ:۔

"اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہوگی۔"

یہ چھینٹا حضرت معاویہ کی حکومت پر پھینکا گیا ہے۔ ان کی حکومت کو جاہلی حکومت قرار دے کر نہ صرف ان کی بلکہ ان کے مشیران حکومت کی جن میں جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے اور اس دور کی مسلم رعایا سب کی توہین کی گئی ہے۔ یہ نظریہ مودودی صاحب نے شاید اہل تشیع سے مستعار لیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ خلیفۂ اوّل [illegible] سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سب کو غاصب اور جاہل وگمراہ قرار دیتے ہیں اور مودودی صاحب حضرت عثمان پر معترض ہو کر حضرت معاویہ کی حکومت کو جاہلی اور غیر اسلامی حکومت سے تعبیر فرماتے ہیں۔ کوئی مومن تو صحابی رسول کے متعلق ایسی بات زبان پر لا نہیں سکتا ہے یہ مودودی صاحب ہی کا نظریہ ہے جو وہ اہل تشیع کے دوش بدوش صحابہ کرام پر چھینٹے پھینکتے اور ان کو جاہل وگمراہ ٹھہراتے

نظر آتے ہیں۔ ثبوت کے لیے ایک عبارت پیش کرتا ہوں۔ سنئے تجدید و احیائے دین ص ۳۶ پر فرماتے ہیں:

"سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جاہلیت بے نقاب ہو کر سامنے نہ آئی تھی بلکہ مسلمان بن کر آئی تھی کھلے دہریے یا مشرکین و کفار سامنے ہوتے تو شاید مقابلہ آسان ہوتا مگر وہاں تو توحید کا اقرار، رسالت کا اقرار، صوم و صلوٰۃ پر عمل، قرآن و حدیث سے استشہاد تھا اور اس کے پیچھے جاہلیت اپنا کام کر رہی تھی۔"

کھلے دہریے یا مشرکین و کفار سامنے ہوتے، یہ الفاظ صاف طور پر واضح کر رہے ہیں کہ اس وقت کے مسلمان چھپے ہوئے دہریے اور مشرکین و کفار تھے۔ لہٰذا اقرار توحید و رسالت کرنے والے صوم و صلوٰۃ پر عامل تھے قرآن و حدیث کو ماننے والے تھے یا پھر بالفاظ دیگر یوں کہئے کہ مسلمان تھے۔ کمال دیکھئے کہ اسلام کے اصل اصولوں پر عامل ہونے کے بھی مودودی صاحب ان کو کفار و مشرکین اور چھپے ہوئے دہریے کہہ رہے ہیں تو پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ مودودی صاحب کو الہام یا کشف ہوا ہے جو تیرہ سو سال پہلے کے توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے اور صوم و صلوٰۃ پر عامل قرآن و حدیث کے ماننے والے مسلمان کو گمراہ اور جاہل قرار دے رہے ہیں۔ یہ ہے مودودی نظریہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ان کی رعایا کے بارے میں۔ معاذ اللہ

کتب احادیث و تفاسیر کے متعلق مودودی نظریات

اس کے بعد دیکھئے تنقیحات ص ۱۶۳ فرماتے ہیں:۔

"قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں۔"

نہ معلوم مودودی صاحب کو تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے کیوں چڑ پیدا ہوئی جو ان کو ترک کر دینے کی زبردست تاکید فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کی طرح یہ بھی انہیں بری طرح کھٹک رہی ہیں کیونکہ جب تک قدیم اسلامی لٹریچر دنیا کے اندر موجود رہے گا مودودی صاحب کا جدید لٹریچر کامیاب نہ ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ کسی قوم کی زندگی اور

بقا کا باعث اس کا لٹریچر ہوا کرتا ہے۔ اگر قوم کو مٹانا ہو تو اس کے لٹریچر کو دریا برد کر دو۔ وہ قوم خود ہی مٹ جائے گی۔ بعینہٖ مودودی صاحب کا منشا بھی یہی ہے۔ چنانچہ اسی تنقیحات کے ص ۱۹۵ پر یوں رقمطراز ہیں کہ:۔

"اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمران اور حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے کام آنے کی نہیں۔"

گویا سارے کے سارے قدیم اسلامی لٹریچر کو مٹا کر جدید طرز کے مودودی صاحب کے تحریر کردہ لٹریچر کو مسلمانوں میں جاری اور ساری کیا جائے تاکہ اسلام قدیم مٹ جائے اور مودودی صاحب کا جدید اسلام دنیا میں پھیل جائے۔ اس لیے قدیم اسلامی لٹریچر سے اور بزرگان دین کے اقوال و ارشادات سے دور رکھنے کی مودودی صاحب ہر جگہ سختی سے تاکید فرماتے ہیں۔ اسی تنقیحات میں ص ۱۹۳ پر ایک تیر اور چلاتے ہیں کہ:۔

"قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہو اور طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔"

طرز جدید مودودی صاحب کے دماغ میں کچھ ایسا گھسا ہے کہ نکالے نکلتا ہی نہیں، واقعی زمانہ بھی آج کل پروفیسروں ہی کا ہے۔ یہ پرانے تھا مولوی تو پرانے اسلام کی باتیں کرتے ہیں۔ آیئے کسی پروفیسر سے قرآن کریم کی کسی آیت کا مطلب طرز جدید پر پوچھیں شاید طرز جدید کے تحت کہیں روزہ نماز سے چھوٹ جانے والی بات نکل آئے اور پروفیسر صاحب اس پانچ وقت کی پابندی اور مہینہ بھر کی مصیبت سے چھٹکارا دلا دیں۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں بلکہ ایسا ہو چکا ہے اور ہوتا ہے کہ جدید طرز کے بعض لیڈروں نے جن کا نام لینا نہیں چاہتا، تفسیر جیسے لکھنی اور بہک گئے آیات کے مطالب و معانی غلط بیان کر گئے، حالانکہ وہ ایک پروفیسر سے زیادہ قابلیت کے مالک تھے تو مودودی صاحب کا اعلیٰ درجہ کا پروفیسر بیچارہ کس شمار میں رہا۔ یہ ہے مودودی نظریہ تفاسیر کے بارے میں۔ توبہ توبہ بس نہیں چلتا ورنہ شاید مودودی صاحب قرآن کو بھی طرز جدید پر تشکیل دینے کا اعلان فرما دیتے کیونکہ اس کی ترتیب بھی پرانی ہے۔ معاذ اللہ

اب مودودی صاحب کا ایک بنیادی عقیدہ اور سنیئے۔ اپنی کتاب بنیادی عقیدے میں ص ۵ پر فرماتے ہیں۔

"رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔"

جانچنا اور پرکھنے کی مودودی صاحب نے ایک ہی کہی۔ نہ معلوم یہ پرکھنے اور جانچنے کا حق مودودی صاحب کو کہاں سے مل گیا ہے۔ جو وہ ائمہ، اولیاء، مجتہدین، محدثین اور مفسرین سب کے کاموں کو پرکھ رہے ہیں گویا اتنے بڑے قابل و فاضل ہیں کہ ہر ایک کے کام کو جانچنے کی اہلیت ان کے اندر موجود ہے خواہ وہ ولی کامل ہو یا مجتہد وقت، یا صحابی رسول اور یہی نہیں بلکہ عام اجازت بھی دے رہے ہیں کہ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیار کامل پر جانچو اور پرکھو۔ خود عیب جوئی فرماتے فرماتے اب عوام کو بھی کھلی چھوٹ دے رہے ہیں کہ تم بھی ہر ایک کے کام کو جانچو اور پرکھو خواہ وہ کسی درجہ کا انسان ہو۔ "تنقید سے بالاتر نہ جانے" کا مفہوم صاف ظاہر کر رہا ہے کہ ہر شخص کے عیب ڈھونڈو۔ محل استعمال سے پتہ چل رہا ہے کہ مودودی صاحب بڑے سے بڑے ولی، بڑے سے بڑے مجتہد، بڑے سے بڑے صحابی کو بھی ہدف بنانے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ اچھا اب ایک اور رخ ملاحظہ فرمائیے بقول مودودی صاحب "رسول خدا کے سوا کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے" خواہ وہ کتنی ہی عظیم شخصیت ہو۔ اس طرح مودودی صاحب بھی اس نظریہ کے مطابق تنقید سے بالاتر نہ ہوئے، لیکن تعجب ہے کہ مودودی صاحب کے کاموں کو آج تک کسی نے نہ پرکھا اور نہ کسی مودودی کا تنقیدی قلم آج تک نشانہ ان کے عیوب و نقائص بن کر رہا اور ڈھونڈنے کی آج تک کسی مودودی کو ہمت نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کیا یہ ذہنی غلامی نہیں ہے ورنہ چاہئیے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب کو تنقید سے بالاتر نہ جانتے ہوئے ہر مودودیا ان پر تنقیدی مضامین لکھتا اور اس طرح اپنے عقیدے کو عملی جامہ پہناتا، کیونکہ مودودی صاحب کی دنیا تو عملی دنیا ہے اس میں بے عملی کیسی اور پھر اگر ہم مودودی صاحب پر تنقید کرتے ہیں اور ان کو جانچتے اور

پر سکتے ہیں تو کیا بُرا کرتے ہیں ان کے اس عقیدے کے مطابق ہی تو عمل کرتے ہیں، اس میں بُرا ماننے کی بات ہی کونسی ہے "چاہ کندرا چاہ درپیش" واہ معاملہ اگر آ جاتا ہے تو ہم ہی کے ذمہ دار کب ہوتے ہیں۔ اب ایک اور رُخ بھی اس تنقید والی بات کا دیکھئے بقول مودودی صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنقید سے بالاتر ہیں۔ بالکل درست ہے مگر مودودی صاحب بھی بیشک تنقید سے بالاتر ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ آج تک ان کی جماعت کے کسی آدمی نے ان پر تنقید نہیں کی ہے، لہٰذا اپنی جماعت کے اندر ابھی تک وہ تنقید سے بالاتر ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ (نعوذ باللہ) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مودودی صاحب میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں یعنی معاذ اللہ دونوں کی ذمہ داری اس حیثیت سے برابر ہے یا بالفاظ دیگر مودودی لوگ مودودی صاحب کو حضور ہی کے درجہ میں سمجھے ہوئے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ دیکھا آپ نے زبان سے نہیں مگر عملاً مودودی صاحب کو ان کے مریدوں نے حضور کے ساتھ برابری کا درجہ دے ہی ڈالا ورنہ کوئی مودودیا تو تنقید کرتا مودودی صاحب پر اور اگر اب تک ایسا نہیں ہوا تو اب ہی کیا گیا ہے۔ ابو اللیث صاحب اصلاحی عبدالحی صاحب اصلاحی یا یوسف صاحب اصلاحی اپنا قلم اٹھائیں اور مودودی صاحب کے کاموں کو پرکھیں جانچیں اور جو عیوب و نقائص حقیقتاً ان میں پائے جاتے ہیں ان کو برملا بیان کر کے اپنے بنیادی عقیدے کو عملی جامہ پہنائیں ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ مدنی آقا تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مودودی صاحب کو اور اسلام کے مقابلہ میں مودودی مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ آئیے میدانِ عمل میں نکل کر اور اپنے قول و عمل سے ثابت کیجئے کہ آپ حق پر ہیں یہ کیا کہ چھپکے چھپکے تبلیغ ہو رہی ہے اور رفتہ رفتہ گمراہیت پھیلائی جا رہی ہے حق تو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ لہٰذا آئیے اور جواب دیجئے ہماری تنقیدوں کا "یہ کیا کہ بھنڈورہ نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے صاحب۔ تاریخ پڑھ جائیے جہاں جہاں مبلغین نے تبلیغ فرمائی ہے وہاں وہاں موقع آ جانے پر مناظرے بھی کئے ہیں اور مخالفین کو جواب بھی دیا ہے جب تو اسلام پھیلا ہے مگر یہ بیچارے مودودی تو جواب دینے ہی سے معذور ہیں۔ شاید سرمایہ علمی کی کمی ہے غریبوں کے پاس جو اپنی کہے جاتے ہیں اور دوسروں کی سنتے ہی نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ صحابہ کرام سے لے کر عام مسلمانوں

تک سب کی گمراہی و ضلالت کفر والحاد، تو مودودی صاحب بڑی شد و مد کے ساتھ ثابت فرمائیں مگر کسی مودودی کو یہ جرأت نہ ہو کہ ایک حرف بھی ان تحریروں کے متعلق کہے یہ کہاں کی حق پسندی ہے اور کیسا انصاف ہے میں نے جو کچھ اس مضمون میں پیش کیا ہے وہ بہت ہی قلیل ہے ورنہ مودودی صاحب کا لٹریچر ان خرافات سے بھرا پڑا ہے۔ مودودی صاحب نے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ یہ جو کچھ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہے پڑھئے اور فیصلہ کیجئے اور خدا و مصطفٰی کے دربار میں سچے دل سے دُعا فرمائیے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں ان پرآشوب لمحات میں ہر فتنہ و فساد سے مامون و محفوظ رکھے۔ آمین

بدعت کی تعریف

مودودی کے قلم سے

(ماخوذ۔ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ)

قیام، میلاد، عرس، فاتحہ، نذر و نیاز وغیرہ کو علانیہ بدعت کہنے والے جماعت اسلامی کے کارکن اپنی زبانیں بند کریں اور مودودی کے آئینہ میں اپنی صورت ملاحظہ فرمائیں۔ ۵ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گذشتہ دنوں مودودی صاحب نے غلافِ کعبہ کے جلوس و نمائش کا جو اہتمام کرایا تھا، اس کی بناء پر خود ان کے ہم عقیدہ جماعتی بندوں نے ان کے اس فعل کو نہ صرف بدعت بلکہ شرک تک پہنچا دیا۔ جس کے جواب میں مودودی صاحب اور ان کے متبعین نے صفائی پیش کرتے ہوئے بعض ایسی باتیں کہہ دی ہیں جو خود ان کے عقیدہ و مسلک کے خلاف اور پالیسی سے بہت بعید ہیں۔ ان باتوں میں سے بعض دلچسپ و قابلِ غور باتیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

"کسی فعل کو بدعتِ مذمومہ قرار دینے کے لئے صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہوا تھا۔ لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو، جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مصلحت پوری کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے، جس کا نکالنے والا اسے خواہ اپنے اوپر یا دوسروں پر اصرار کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بناء پر فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا، اسے بدعت بمعنی ضلالت نہیں کہا

جاسکتا۔ بخاری نے کتاب الجمعہ میں چار حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہدِ رسالت و شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی، حضرت عثمانؓ نے اپنے دور میں ایک اذان کا اضافہ کر دیا لیکن اسے بدعتِ ضلالت کسی نے بھی قرار نہیں دیا۔ بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر صلوٰۃ ضحیٰ کے لیے خود بدعت اور احداث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ انہا لمن احسن۔ ما احدثوا (یہ ان بہترین نئے کاموں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لیے ہیں) بدعۃ ونعمت البدعۃ (اچھی بدعت ہے) ما احدث الناس شیئاً احب الی منہا (لوگوں نے کوئی ایسا نیا کام نہیں کیا ہے جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو) حضرت عمرؓ نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں نہ تھا۔ وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں "نعمت البدعۃ ہذہ" (یہ اچھا نیا کام ہے) اس سے معلوم ہوا کہ مجرد نیا کام ہونے سے کوئی کام بدعتِ مذمومہ بنانے کے لئے کچھ شرائط ہیں۔

امام نووی شرح مسلم (کتاب الجمعہ) میں کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، علماء نے کہا ہے کہ بدعت (یعنی باعتبار لغت نئے کام) کی پانچ قسمیں ہیں، ایک بدعت واجبہ ہے دوسری بدعت مندوب ہے (یعنی پسندیدہ ہے جسے کرنا شریعت میں مطلوب ہے) تیسری بدعت محرم ہے۔ چوتھی مکروہ ہے اور پانچویں مباح ہے......

اور ہمارے اس قول کی تائید حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے نمازِ تراویح کے بارے میں فرمایا۔

علامہ عینی عمدۃ القاری (کتاب الجمعہ) میں عبد بن حمید کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ "جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی اور دُور دُور مکان بن گئے تو حضرت عثمانؓ نے تیسری اذان کا (یعنی اس اذان کا جو اب جمعہ کے روز سب سے پہلے دی جاتی ہے) حکم دیا اور اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔ مگر منیٰ میں پوری نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا"

علامہ ابن حجر، فتح الباری (کتاب التراویح) میں حضرت عمرؓ کے قول "نعمت البدعۃ"

...زہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو کسی مثالِ سابق کے بغیر کیا گیا ہو۔ مگر شریعت میں یہ لفظ سنت کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور اسی بناء پر بدعت کو مذموم کہا جاتا ہے اور تحقیق یہ کہ جو نیا کام شرعاً مستحسن کی تعریف میں آتا ہے وہ بُرا ہے ورنہ پھر مباح کی قسم میں سے ہے۔"

اس اصولی وضاحت کے بعد اب میں عرض کرتا ہوں کہ غلاف کے کپڑے کا جلوس نکالنا اور اس کی نمائش کا انتظام کرنا بلاشبہ ایک نیا کام تھا جو عہدِ رسالت اور زمانہ خلافتِ راشدہ میں نہیں ہوا۔ مگر میں نے یہ کام اس بناء پر نہیں کیا کہ میں اصلاً اس کی نمائش کرنا چاہتا تھا۔ اور اسے دھوم دھام کے ساتھ بھیجنا ابتدا ہی سے میری اسکیم میں شامل تھا۔ بلکہ میں نے یہ پروگرام اس وقت بنایا جب سارے ملک میں اس کے لیے عوام کے اندر بے پناہ جذبۂ شوق خود بخود بھڑک اُٹھا۔ اور مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ شوق اگر خود اپنا راستہ نکالے گا، تو [illegible] گمراہی پھیلنے کا موجب بن جائے گا (چنانچہ جہاں جہاں بھی اس نے موقع پاکر خود اپنا راستہ نکالا، بہت بُری طرح نکالا) اس لئے میں نے اسے اس مضرت کو دفع کرنے کی خاطر یہ کام کیا جو شریعت کی نگاہ میں ایک بڑی مضرت تھی۔ اس کیلئے ایسا طریقہ تجویز کیا جس سے لوگوں کے جذبات کا سیلاب حدودِ شرع کے اندر محدود رہ سکے اس کو سیئات کے بجائے اُن حسنات (اجلاس و نمائش وغیرہ) کی طرف موڑنے کی کوشش کی جو شرعاً پسندیدہ ہیں۔

"شعائر اللہ کے لفظ کا اطلاق صرف انہی چیزوں پر نہیں ہوتا جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ استعمال فرمایا ہے، بلکہ ہر وہ چیز جو خدا پرستی کی علامت ہے (اگرچہ بظاہر اس پر شعائر کا اطلاق نہ آیا ہو) شعائر اللہ میں شمار کی جا سکتی ہے اور جس چیز کو بھی اللہ جل شانہٗ کے حضور ہدیہ کرنے کی نیت کر لی جائے اس کا احترام بجا و درست ہے۔ یہ احترام اس شئے کا نہیں بلکہ اس خدا کا ہے جس کے لیے اسے مخصوص کرنے کی نیت کی گئی ہے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے اگر پتھر اور لکڑی بھی جمع کی جائے اور لوگ اسے ادب و احترام کے ساتھ اٹھائیں اور اسے اُٹھاتے اور لیجاتے وقت اور تعمیر کی خدمت انجام دیتے وقت باوضو ہونے اور

اللہ کے ذکر کرنے کا اہتمام کریں (حالانکہ اس کا ثبوت و حکم نہیں) تو آخر یہ چیز قابلِ اعتراض کس بنیاد پر ہو گی؟

(ترجمان القرآن اپریل ۱۹۶۳ء ص ۵۸)

پُرانا جال اَور نئے شکاری

شرابِ وہابیت مودودی آبگینوں میں

از اُمید رضوی بریلوی

ہندوستان میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ذات ایک سدِ سکندری تھی کہ ان کے زمانے میں تمام فتنے نیست و نابود ہو کر رہ گئے تھے۔ دینی و دنیوی دونوں حیثیتوں سے مسلمان اور اسلام سربلند تھے اور اگر کبھی کسی فتنہ گر نے فتنہ سازی کی ناکام کوشش کی بھی تو بزورِ شمشیر اس فتنہ ساز اور اس کے فتنے کا قلع قمع کر دیا گیا۔ سلطان اورنگ زیب سے پہلے اکبر کے الحاد نے سرزمینِ ہند میں جو فتنۂ الحاد پیدا کیا تھا اور جو فیضی و ابوالفضل اور ان کے ہمنواؤں کے ہاتھوں سے پروان چڑھا تھا وہ ایسا فتنۂ عظیم تھا کہ جس نے مُغل سلطنت کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھی تھی اور اکبر کے بعد بھی یہ فتنہ شہزادہ دارا شکوہ کے قالب میں اُتر آیا تھا اور اس نے بھی اکبر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فتنۂ الحاد کو پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ مگر سلطان اورنگ زیب کی تلوار نے اس فتنہ کو سر اُٹھانے سے پہلے ہی کچل دیا۔ اقبال نے اپنی مشہور فارسی مثنوی "رموزِ بیخودی" میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

تخمِ الحادے کہ اکبر پرورید … باز اندر فطرتِ دارا دمید

حق گویا از ہند عالمگیر را — آن فقیر و صاحب شمشیر را
درمیان کارزار کفر و دین — ترکش ما را خدنگ آخرین

قدرت کا دستور ہے کہ جب باطل کی آندھیاں اٹھتی ہیں اور جب الحادی فتنے سر اٹھاتے
ہیں تو وہ ان قوتوں کو بیدار کر دیتا ہے جو باطل شکن اور فتنہ سوز ہوتے ہیں چنانچہ اکبر کے زمانے
میں بھی ملا عبدالقادر بدایونی اور ان کے ہم خیال اور حضرت مجدد سرہندی نے اکبر کے الحادی فتنے
کا [illegible] قلم سے رد کیا اور اکبر کی تلوار کا حق پرست قلم سے مقابلہ کر کے اسی طرح دارا شکوہ اور اس کے ہم
خیال افراد کا اور اس کے دین الٰہی یا پکے مسلک کا خاتمہ اورنگزیب کی تلوار نے کیا۔ لیکن اورنگزیب
کی وفات مسلمانان ہند کی بدقسمتی کی مہر تھی کہ اگر اس نے ایک طرف سیاسی حیثیت سے مسلمانوں
کی قوت و حکومت کو پارہ پارہ کر دیا تو دوسری طرف دینی حیثیت سے بھی مسلمان کمزور سے
کمزور ہوتے چلے گئے اور ہندوستان فتنوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا —— سادات بارہ نے
جن کو تاریخ بادشاہ گر کے نام سے یاد کرتی ہے مغل تاج و تخت کو اپنے اقتدار کا میدان بنالیا۔
سادات بارہ کے بعد جو نسیب اقتدار پسندوں نے سیاسی حیثیت سے مضبوط مرکزی حکومت
مغلیہ کو کمزور سے کمزور تر بنا دیا، خواہ وہ صفدر جنگ ہو یا غازی الدین عماد الملک شجاع الدولہ ہو
یا جعفر صادق۔ یہ وہ ننگ ملت ننگ دین، ننگ وطن ہستیاں تھیں کہ جن کی غداری نے برصغیر
ہند سے مسلم سلطنت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا اور ایک وحشی قوم کے وحشی [illegible] پورے
ہندوستان کی قسمت کے مالک و مختار بن گئے۔ سترھویں صدی عیسوی کا آخری دور جہاں سیاسی
حیثیت سے ایک پر آشوب دور تھا، وہاں مذہبی حیثیت سے بھی فتنہ خیز تھا۔ نہ معلوم کتنے
گمراہ اور گمراہ گر اصلاح دین کے نام پر نئی نئی ترکیبوں سے کر ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل
گئے۔ انگریز نے ہندوستان میں اپنی حکومت مستحکم کرنے کے لئے اپنے پرانے حربے "پھوٹ
ڈالو اور حکومت کرو" سے کام لیا سیاسی حیثیت سے اس نے ہندوستان میں ایسے ابن الوقت
بچے جو ملتان سے اپنی خود مختار حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے اس نے سہارا دے کر ان کو
کرتا ہی نہیں رکھا کر سیاسی طور پر اپنی پوزیشن مضبوط کی دوسری طرف اس نے مسلمانان ہند کو دین
سے برگشتہ کرنے کی اسکیم مرتب کی اس طرح وہ مسلمانوں کو لا مذہب بنا کر عیسائیت کے قریب

میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کی اسکیم کے مطابق [illegible] ملاؤں کے لئے ایجنٹ علماء
اور مجاہد پیر کے روپ میں پورے ہندوستان میں پھیلا دیے اور مذہب کے نام پر کتنی تحریکیں
اور کتنے گروہ کو ترتیب دیا گیا اور پورے ہندوستان کو فتنوں کا ایک مرکز بنا دیا گیا اور یہ
تمام مذہب کے نام پر پیدا کئے گئے انہیں فتنوں میں ایک فتنہ عظیم وہابیت بھی ہے
جس کا بانی اسمٰعیل دہلوی ہے یہ سب ہی کو معلوم ہے کہ اسمٰعیل کا نسلی و نسبی تعلق ایک ایسے خاندان سے
ہے کہ جس کے تمام افراد صحیح العقیدہ سنی تھے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب سے لے کر شاہ عبدالعزیز
صاحب تک سب کے سب سنی تھے اور سنی رہ کر ہی اپنے جن عقائد کو اپنا رکھا ہے ان کے عقائد
میں ان کی اولادوں کی جھلک بھی نہ تھی۔ لیکن اسمٰعیل نے اپنے باپ دادا کے علی الرغم ہندوستان
میں ایک نیا مذہب پھیلایا جس مذہب کی بنیاد انبیاء و رسل اور اولیاء کرام کی توہین و تنقیص اور
دشمنی پر مبنی تھی۔ اسمٰعیل کا مقصد محض شہرت و حکومت حاصل کرنا تھا اور اس کے لیے اس نے
عملی کوششیں بھی کیں سکھوں سے جہاد کا نام لے کر لشکر بھی فراہم کیا اور پنجاب و سرحد کی طرف
پیش قدمی کر کے روانہ بھی ہو گیا۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ سکھوں سے جہاد ایک تھی کی آڑ تھی اور وہ مسلم حکومتوں
کا خاتمہ کرنا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلا حملہ افغانستان پر کیا گیا۔ مزید چالاکی یہ کی کہ اسلام کی
کا نام لے کر ایک فرضی امیر المؤمنین بھی تیار کر لیا گیا اور اس طرح نہ معلوم کتنے سادہ لوح بندگان
خدا کو اپنے حرص و آز کی قربان گاہ پر قتل کرا دیا۔ غرض انجام یہ ہوا کہ حکومت تو حاصل نہ
ہو سکی لیکن شہرت ضرور نصیب ہو گئی خواہ یہ شہرت دینی و دنیوی رسوائی و ذلت ہی کا موجب
کیوں نہ بنی ہو۔ حق پرستوں نے فوراً اسی زمانے میں اسمٰعیل کی موجودگی میں اس کے عقائد باطلہ
کا رد کیا اور جیسے جیسے فتنہ بڑھتے بڑھتے ہندوستان گیر ہونے لگا تو ہر مقام اور ہر جگہ
پر حق پسند حق پرست علماء نے اس کا استیصال کیا یہاں تک کہ وہابیت کا نام ایک
ایسی ذلت و عار کا سبب بن گیا کہ اکثر وہابی بھی اپنے آپ کو عوام میں وہابی کہلاتے ہوئے
گھبرانے لگے اور وہابیت ایک مبغوض لفظ ہو کر رہ گئی۔ لیکن روح وہابیت ہنوز زندہ رہی۔
اور وہابیت کے موجد محمد ابن عبدالوہاب کا روحانی باپ بن کر جہاں غالب ہر وہ کو زندہ
کی ہر ممکن کوشش کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہابیت کے اس مردہ لاشے میں پھر سے [illegible]

سے جان روح پھر تازگی کے آثار نظر آنے لگے اصلاً یہ تحریک وہابیت جماعت اسلامی کے روپ میں ابھری اور اسکی قیادت عظمیٰ کا نام مودودی صاحب کے سر پر رکھا گیا۔ مودودی بقول مفتی کفایت اللہ

"کسی معتبر اور مستند عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں ... دینی معلومات ضعیف ہے اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علماء اسلام بلکہ صحابۂ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔"

مودودی صاحب نے پرانی شراب وہابیت نئے نئے جاموں میں بھر کر مسلمانوں کے سامنے پیش کی اور اپنی اس جماعت کی بنیاد اول انہیں خستہ و خراب اینٹوں پر رکھی جو ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کی بھٹیوں میں بنائی گئی تھی۔ انہوں نے ان دونوں کو شیخ الاسلام بنا کر از سر نو پھر عمارت کہنہ کی تجدید شروع کر دی گر ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

وہابیت کا مسخ چہرہ مودودی کی خوشنما نقابوں میں نہ چھپ سکا۔ اگرچہ انہوں نے اپنا پورا زور اسی پر صرف کر دیا۔ خوبصورت الفاظ اور انداز تحریر ان کے مقصود دل کو نہ چھپا سکا اور حقیقت شناس نگاہیں تاڑ گئیں کہ یہ انداز تحریر و خطابت گرچہ ایک جدت لئے ہوئے ہے گر ہے

اک نیا ڈھانچہ بنایا ہے ہمارے یار نے
پر گلی میں ہر طرف وہ ہی پرانی تسبیاں

اسی طرح مودودیت کی بدولت ایک بار پھر سرزمین ہند و پاک اس فتنۂ عظیمہ میں مبتلا ہو گئی۔ بدقسمت مسلمان ظاہری خوشنما انداز خطابت اور دلکش طرز تحریر سے فریب کھا گئے اور الفاظ و تحریر کے پردے میں جو ایمان و اسلام کو ہلاک کر دینے والی چیز چھپی ہوئی تھی اس سے واقف نہ ہو سکے۔ مودودی عقائد کیا ہیں تحریک مودودیت کے پس منظر میں کون سی روح کام کر رہی ہے۔ مودودی، ناواقف مسلمان عوام کو کس راستے پر لیجانا چاہتے ہیں اور دینی اصلاح کا نام لے کر مسلمانوں کے عقائد و ایمان کی کس کس طرح رہزنی کر رہے ہیں اس کا ہلکا سا اندازہ ان کی حسب ذیل تحریروں سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ مسلمان اندازہ کریں اور سوچیں سمجھیں اور

غور کریں کہ مودودی نے کس کس طرح ایمان و اسلام کو تباہ کرنا چاہا ہے اور وہ کتنی بار توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے مسلّم عقائد اسلامیہ کے خلاف کتنی زہر افشانیاں کی ہیں۔

ملاحظہ ہوں:۔

(۱) جاہلیت خالصہ کے بعد یہ دوسری قسم کی جاہلیت ہے جس میں انسان قدیم زمانے سے آج تک مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ گھٹیا درجہ کی دماغی حالت ہی میں یہ کیفیت رونما ہوئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ وحدہ قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب و ابدال، علماء اور مشائخ ظل اللہیوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی۔ جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا۔
(تجدید و احیائے دین ص [illegible])

(۲) ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارت، نذر و نیاز، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، علم، تعزیہ اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ (تجدید ص [illegible])

(۳) دوسری طرف بلا کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت و وفات، ظہور و غیاب، کرامات و خوارق، اختیارات و تصرفات اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے تقربات کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔

(۴) آپ دیکھیں گے کہ یہ صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین جو چودہ برس سے پہلے اس تاریک زمانہ میں پیدا ہوا تھا دراصل دور جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے۔
(تنقیحات ص [illegible])

(۵) عرب جیسے تاریک ملک کے ایک گوشہ میں ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنیوالا ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکایک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت، اتنے کمالات، اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہو جانے کا کونسا ذریعہ تھا۔ (تنقیحات ص [illegible])

(۶) پھر حضرت اسرائیل پر دورہ ہے کہ کبھی دیکھیے یہیں سے وادی مقدس میں طوفے میں بیٹھ کر باتیں کی گئیں وہ بھی عام چرواہوں کی طرح نہ تھا۔ (تفہیمات اول ص ۲۴۹)

(۷) جو لوگ جہالت اور نابینائی کے باعث رسولِ عربی کی صداقت کے قائل نہیں ہیں مگر انبیاء سابقین پر ایمان رکھتے ہیں اور صلاح و تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کو اللہ کی رحمت کا اتنا حصہ ملے گا کہ ان کی سزا میں تخفیف ہو جائیگی۔
(تفہیمات اول ص ۱۹)

(۸) اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان و ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی یا دیوتا قرار دیا ہے۔
(تجدید احیاء دین ص ۱۰ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لئے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کیریکٹر کی طاقت موجود تھی۔ اگر خدانخواستہ آپکو بودے کم ہمت ضعیف الارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے۔ (تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص ۱۱)

(۱۰) حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق، کبھی کبھی تقاضائے بشریت کی بنا پر جب آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوتی۔ (تفہیمات ص ۲۸۹)

(۱۱) میرے نزدیک مسئلہ قضاء و قدر جزو ایمان نہیں ہے اور اس کی حیثیت ایک ضمنی مسئلے کی ہے۔ (مسئلہ جبر و قدر ص ۱۳)

(۱۲) انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر، خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو، خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی جب وہ قانونِ قدرت پر چل رہا ہے اور اسی قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو وہ سجدہ کرے یا نہ کرے اس کا بدن جو اس کے اختیار میں نہ ہو کر خدا ہی کی عبادت کر رہا ہے اسی کے سامنے سربسجود ہے اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے اس کا چلنا

پھرنا سوتا جاگتا کھاتا پیتا اٹھتا بیٹھتا سب اسی کی عبادت ہے چاہے وہ اپنے اختیار سے کسی اور کی پرستش کر رہا ہو اور اپنی زبان سے کسی اور کی بندگی و اطاعت کر رہا ہو مگر اس کا رونگٹا رونگٹا اسی خدا کی عبادت میں مشغول ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اس کا خون اسی کی عبادت میں چکر لگا رہا ہے۔ اس کا قلب اسی کی عبادت میں متحرک ہے اس کے اعضاء اسی کی عبادت میں کام کر رہے ہیں اور اس کی وہ زبان بھی جس سے وہ خدا کو جھٹلاتا اور غیروں کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ در اصل اسی کی عبادت میں چل رہی ہے۔ (تفہیمات اول ص ۳۱)

(۱۳) توسل اور ما فوق الاسباب حاجت روائی اور اکتساب فیض وغیرہ ناموں کے خوشنما پردوں میں یہ وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں ان بزرگوں سے متعلق ہو گئے اور ٹھیک وہی حالت قائم ہو گئی، جو دیوتاؤں کے ماننے والے ان مشرکین کے ہاں ہے جن کے نزدیک بادشاہِ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے اہلکاروں ہی سے وابستہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان (مشرکین) کے ہاں اہلکار علانیہ الٰہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ (یعنی سنی مسلمان) انہیں غوث و قطب ابدال اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ کے الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔ (تجدید ص ۱۱)

(۱۴) ایک صریح بت پرستی تو نہ ہو سکی باقی کوئی قسم شرک کی ایسی نہ رہی جس نے مسلمانوں میں رواج نہ پایا ہو، پرانی جاہلی قوموں کے جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے وہ اپنے ساتھ بہت سے مشرکانہ تصورات لیے چلے آئے اور یہاں صرف ان کو تھوڑی سی تکلیف کرنی پڑی کہ پرانے معبودوں کی جگہ بزرگانِ اسلام میں سے معبود تلاش کریں پرانے معبدوں کی جگہ مقابر اولیاء سے کام لیں اور پرانی رسموں کی عبادات کو بدل کر نئی رسمیں ایجاد کر لیں اس کام پر دنیا پرست علماء نے ان کی بڑی مدد کی اور وہ بہت سی مشکلات ان کے راستے سے دور کر دیں جو شرک کو اسلام کے اندر نصب کرنے میں پیش آسکتی تھیں انہوں نے بڑی دیدہ ریزی سے آیات

احادیث کو توڑ مروڑ کر اسلام میں اولیاء پرستی اور قبر پرستی کی جگہ نکال، شرک خفی اعمال کے لیے ذہنوں کی ایسی صورتیں تجویز کیں کہ شرک جلی کی تعریف میں نہ آسکیں اسی قسم کی مدد کے بغیر اسلام کے معاشرے میں شرک بیچارہ کہاں باپا سکتا تھا۔"

(تجدید احیائے دین صد ۱۵)

(۱۵) تم غیر اللہ کے لیے قربانیاں کرتے ہو اور مدار صاحب اور سالار صاحب کی قبروں کا حج کرتے ہو یہ تمہارے بدترین فعل ہیں۔" (تجدید ص۹۴)

(۱۶) جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود صاحب کی قبر یا کسی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کم تر ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے۔ (تجدید ص۹۴)

(۱۷) اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان کہے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ (حقیقت صوم وصلوٰۃ ص۱۱)

(۱۸) سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ آپ نے نماز روزے کے ارکان اور ان کی ظاہری صورتوں ہی کو عبادت سمجھ رکھا ہے۔ (حقیقت صوم وصلوٰۃ ص۴۵)

(۱۹) یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ (ترجمان ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۵ء)

(۲۰) ان امور (یعنی کانا دجال وغیرہ) کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خود شک میں تھے۔ لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ بات ثابت نہیں کی کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔" (ترجمان فروری ۱۹۴۶ء)

(۲۱) ہم نے کبھی اس خیال کی تردید نہیں کی کہ ہر شخص کو ائمہ حدیث کی اندھی تقلید کرنی چاہیے یا ان کو غلطی سے مبرا سمجھنا چاہیے نہ کبھی ہم نے یہ دعوے کیا کہ کتاب میں جو روایت قال رسول اللہ سے شروع ہو اس کو آنکھیں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جائے۔" (تفہیمات حصہ اول ص۲۸۵)

(۲۲) اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں تو یہ ضرور اس کو الٰہ بنانا ہے۔ اور اس سے دعا مانگنا ہے۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۱۹)

(۲۳) کسی کو خدا کے ہاں سفارشی قرار دے کر اس سے مدد کی التجا کرنا اور اس کے آگے مراسم تعظیم وتکریم بجا لانا اور نذر ونیاز پیش کرنا اس کو الٰہ بنانا ہے۔ (ص۲۳)

(۲۴) کسی کو شفیع یا سفارشی سمجھنا اسے الٰہ بنانا اور خدائی میں اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے۔ (ص۲۳)

(۲۵) کسی میں یہ طاقت نہیں کہ تمہاری فریاد رسی کر سکے دعائیں قبول کر سکے پناہ دے سکے حامی وناصر ولی وکارساز بن سکے نفع یا نقصان پہنچا سکے۔ لہٰذا الٰہ کا جو مفہوم بھی تمہارے ذہن میں ہے اس کے لحاظ سے کوئی دوسرا الٰہ نہیں ہے حتیٰ کہ کوئی اس معنی میں بھی الٰہ نہیں کہ فرمانروائے کائنات کے ہاں منظر بارگاہ ہونے کی حیثیت ہی سے اس کا زور چلتا ہو اور اس کی سفارش مانی جاتی ہو۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۳۹)

(۲۶) معبودوں سے مراد اولیاء اور صلحاء ہیں اور ان کی عبادت سے مراد ان کی بندگی کی صفات سے بالاتر اور خدائی صفات سے متصف سمجھنا ان کو غیبی امداد مشکل کشائی و فریاد رسی پر قادر خیال کرنا اور ان کے لیے تعظیم کے وہ مراسم ادا کرنا جو پرستش کی حد تک پہنچے ہوں۔ (ص۱۴۳)

(۲۷) ہم اپنے مسلک و نظام کو کسی خاص شخص کی طرف منسوب کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ مودودی تو درکنار ہم اس مسلک کو محمدی کہنے کے لیے بھی تیار نہیں۔" (ترجمان القرآن)

(۲۸) آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں (حدیث) کو وہ (محدثین) صحیح قرار دیتے ہوں۔ وہ (حدیث) حقیقت میں بھی صحیح ہے صحت کا کامل یقین (خود ان محدثین) کو بھی نہ تھا۔
(تفہیمات صـ ۲۹۲)

(۲۹) اور آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں۔
(تفہیمات صـ ۳۰۳)

(۳۰) محدثین جن بنیادوں پر احادیث کے صحیح یا غلط ہونے یا منسوب وغیرہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کے اندر کمزوری کے مختلف پہلو میں بیان کر چکا ہوں۔ (صـ ۳۰۳)

(۳۱) اس ان پڑھ صحرا نشین انسان نے (دینیات صـ ۹۸)

(۳۲) اس صحرا نشین امی نے (" صـ ۹۹)

(۳۳) اس ان پڑھ صحرا نشین نے حکمت اور دانائی کی وہ باتیں کہنا شروع کر دیں جو نہ اس سے پہلے کسی نے کہی تھیں نہ اس کے بعد کوئی کہہ سکا۔
(تفہیمات حصہ اول صـ ۳۰۶)

(۳۴) ان کی چالوں کے مقابلہ میں خدا بھی ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ وہ اس کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے۔ (تنقیحات صـ ۴۳)

(۳۵) اور کیا وہ اللہ کی چال سے بےخوف ہو گئے ہیں سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بےخوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہو۔ (تفہیمات صـ ۱۴۲)

(۳۶) حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم (خلافت) کا بار رکھا گیا ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش روؤں میں تھیں۔ اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی (تجدید احیائے دین صـ ۳۹)

(۳۷) خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء۔ (دستور جماعت اسلامی صـ ۵)

(۳۸) اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکرین سے

حقیقی کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ (تنقیحات صـ ۱۵)

(۳۹) قرآن و سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرہ سے نہیں۔ (تنقیحات صـ ۱۲۹)

(۴۰) یہ وہ لوگ ہیں کہ مر مر کر بھی خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے۔ دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں یورپ آتے جاتے حجاز کے ساحل سے گزر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا قطعاً مسلمان نہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔
(خطبات حصہ چہارم حقیقت حج صـ ۳۰)

(۴۱) زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ (خطبات صـ ۱۲۷)

(۴۲) اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان سمجھے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو، قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے۔ اگر آدمی اس کے بعد بھی نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔ (خطبات صـ ۱۲۳) ان ارکان (نماز روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعوئے ایمان جھوٹا ہے۔ (خطبات صـ ۱۳۰) اگر وہ خدائی پروانے کا حکم سن کر جنبش نہیں کرتے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی عملی زندگی کے لیے تیار نہیں ان کے ضمیر ان کا خدا کہلوانا سخت بے معنی ہے۔ (خطبات صـ ۸۵، ۸۶)

(۴۳) تمام مسلمان ان چار فقہوں کو برحق جانتے ہیں البتہ یہ ظاہر ہے کہ ایک معاملہ میں ایک ہی طریقہ کی پیروی کی جاسکتی ہے چاروں مختلف طریقوں کی پیروی نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے اکثر علماء کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان چاروں میں سے کسی ایک کی پیروی کرنی چاہیے۔ ان کے علاوہ علماء کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ کسی خاص فقہ کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں علم رکھنے

عام آدمی کو براہِ راست قرآن و حدیث سے احکام معلوم کرنے چاہئیں اور جو لوگ علم نہ رکھتے ہوں انہیں چاہیے کہ جس عالم پر بھی ان کا اطمینان ہو اسکی پیروی کریں یہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہیں اور اوپر کے چاروں گروہوں کی طرح یہ بھی حق پر ہیں۔ (دینیات صہ ۱۴۷)

(۱۳) صرف اس لیے کہ خدا خوش ہوگا، بس دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہلانا عبادت نہیں۔ (حقیقت صوم و صلوٰۃ ص ۱۸)

(۱۴) داڑھی کے متعلق شارع نے کوئی حد مقرر نہیں کی، علماء نے جو حد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے وہ بہرحال ایک استنباطی چیز ہے۔ (رسائل و مسائل ص ۳۰)

(۱۹) جہاں مدرسوں میں دفتروں میں کلبوں اور تفریح گاہوں میں خلوت و جلوت میں ہر جگہ جوان مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور اخلاقی رشتے کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں جہاں معیارِ اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ بہت معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔

(تفہیمات حصہ دوم ص ۲۸۱)

(۲۰) اسی طرح حد سرقہ کو بھی قیاس کر لیجئے کہ وہ صرف اسی سوسائٹی کے لیے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تصورات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں بالفاظ دیگر یہ اسلامی نظم معیشت میں ایسا لازمہ ہے جس کو منقطع نہیں کیا جا سکتا جہاں یہ نظم معیشت قائم ہو وہاں قطع ید ہی عین انصاف اور مقتضائے فطرت ہے اور جہاں نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے۔ (تفہیمات حصہ دوم ص ۲۸۱، ۲۸۲)

(۲۱) ایسی جگہ تو چور کے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی۔ (تفہیمات دوم ص ۲۸۲)

مودودی صاحب کی چند مصنفہ کتابوں کا یہ اقتباس تھا۔ اس کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مودودی اور ان کے حواری مسلمانوں کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں اسلام کے نام پر اپنی جماعت کا جماعت اسلامی نام رکھ کر وہ مسلمانوں کو کس طرح فریب دے کر بزعم خویش موحد کامل بنا کر جس توحید کی تعلیم دے رہے ہیں وہ وہی توحید کی تعلیم ہے جس کے پرچارک ابن تیمیہ ابن عبدالوہاب اور اسمٰعیل دہلوی اور اس کے معتقدین و پیرو تھے۔ یہ وہی تو توحید کی تعلیم ہے کہ اس مذہب کے بانی اول نے روزِ اول ہی سے حضرت آدم کو سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کر کے توہین انبیاء و رسل کا پہلا مظاہرہ کیا تھا۔ مذکورہ بالا اقوال کیا کسی ادنیٰ سی صورت میں بھی عقائد اسلامیہ کا جزو بن سکتے ہیں۔ اس کا فیصلہ ہر شخص کا قلب کر سکتا ہے بشرطیکہ دلوں میں کھوٹ اور میل نہ ہو اور بالطبع اس کا میلان وہابیت و مودودیت کی طرف نہ ہو۔

خود مودودی اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ افراد کی نظروں میں کیا وقعت رکھتے ہیں اس کا اندازہ ان کے ہم خیال و ہم مکتب حضرات کی تحریروں سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً ثناء اللہ امرتسری کی رائے ملاحظہ ہو۔

مولانا مودودی کا مسلک اعتزال نہیں بلکہ اعتدال ہے اعتزال سے ہماری مراد وہ مصدر نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق کیا جاتا ہے بلکہ اصل معنوں میں اعتزال مراد ہے اس لفظ کے معنی علیحدگی کے ہم دیکھتے ہیں مولانا مودودی اپنی تحریرات میں مرزا صاحب قادیانی کا تتبع کرتے ہیں (خطاب بہ مودودی) منقول از حقائق مودودیت مصنفہ داؤد غیر مقلد۔

مہدی حسن مفتی دیوبند کا فتویٰ ہے کہ:۔

مسلمانوں کو اس تحریک میں ہرگز ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیے اس کے لئے ہر قائل ہے لوگوں کو اس میں شریک ہونے سے روکنا چاہیے ورنہ گمراہ ہوں گے۔ بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ شرعاً اس تحریک میں حصہ لینا ہرگز جائز نہیں، اس جماعت کے مقصد کی نشر و اشاعت جو شخص کرتا ہے وہ بجائے فائدے کے

گناہ کا کام کرتا ہے۔ اور منکرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور گناہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اگر کوئی مسجد کا امام مودودی صاحب کا ہم خیال ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

مودودی صاحب کے متعلق مفتی کفایت اللہ رقم طراز ہیں:۔

مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیئے اور ان سے میل جول ربط اتحاد رکھنا چاہیئے ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں کہ وہ باتیں مل جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن بنا دیتی ہیں۔

ان کے علاوہ حسین احمد اور دوسرے دیوبندی حضرات نے مودودیت پر جو کڑی تنقید کی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ خود اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ افراد کی نظر میں بھی گنہگار گمراہ گر ہیں۔

ہم نے زیر نظر مضمون میں بالقصد علماء اہلسنت کی تحریروں سے گریز کیا ہے اور صرف اس لیے کہ یہ بدباطن علماء اہلسنت کی تحریریں دیکھ کر باتفاق کہہ دیتے ہیں کہ ان کا کام ہی مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔ اور ہم نے مودودی تحریروں کے رد میں خود کوئی لفظ اسی غرض سے لکھنا مناسب نہ سمجھا کہ اول تو ہر مسلمان پہلی ہی نظر میں یہ فیصلہ کرے گا کہ جس کے یہ عقائد یا جس کی یہ تحریریں ہوں وہ قرآن و حدیث کی رو سے بددین و گمراہ گر ہے۔ دوسرے ہمارا مقصد صرف مودودی عقائد ہی پیش کرنا تھے تاکہ مسلمان خود ان اقوال کو دیکھ کر مودودیت کے خوشنما دام فریب سے واقف ہو جائیں۔ ان جن حضرات کو شکوک ہوں یا جو مودودی عقائد کے خلاف قرآنی حکم یا علماء اہلسنت کی تحریریں دیکھنا چاہتے ہوں وہ "مودودی تحریک ابن عبدالوہاب کی کہانی" ماہنامہ نوری کرن بریلی شمارہ ۳ بابت ماہ مئی ۱۹۵۹ء کا مطالعہ کریں۔ جو مودودی تحریک کا اور اس کے عقائد باطلہ کا مکمل و شافی رد ہے۔

حرف آخر: اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مودودی صاحب چاہتے کیا ہیں اور ان کا جماعت اسلامی بنانے سے مقصد کیا ہے۔ بات یہیں آکر ختم ہو جاتی ہے کہ شہرت

دولت، مقبولیت اور یہی تھے انہوں نے تحت السلامیہ سے کٹ کر ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن عبدالوہاب کا دامن پکڑا ہے۔ اگرچہ کوئی نئی جماعت بنانے تو مسلمان کا ہوشیار ہو جانا ناگزیر امر تھا۔ اس لیے انہوں نے تمام فرقہائے باطلہ میں سے ایک فرقہ کا انتخاب کیا اور وہابی بنا لازمی تھا کہ اس طرح دولت و شہرت اور قبولیت عامہ حاصل ہو جائے گی دیگر یہ قبولیت عامہ ذلت و رسوائی کا دوسرا مہذب نام ہی کیوں نہ ہو) اس کے علاوہ اس کا پس منظر سیاسی حیثیت کا بھی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ابن عبدالوہاب کے پردے میں عرب کی ایک شاطر و کیاد قوم کا ہاتھ تھی گویا ابن عبدالوہاب ایک کٹھ پتلی تھا اور اس کے تار تا جران مغرب کے ہاتھ میں تھے جس کے ذریعہ انہوں نے مشرق وسطیٰ میں انتشار پھیلا کر رفتہ رفتہ مشرق وسطیٰ پر اپنا اقتدار قائم کر لیا، ہندوستان میں بھی یہی سب کچھ ہوا جہاد کے نام پر ایک تحریک کا آغاز کیا گیا اور اس تحریک کی اساس ابن عبدالوہاب کی تحریک ہی پر رکھی گئی۔ یہاں چند ابن الوقت مل گئے اور اسمٰعیل دہلوی نے سید احمد کو امیر المؤمنین بنا کر جہاد کے نام پر شور و غوغا برپا کر دیا اور انجام جو کچھ ہوا ظاہر ہے کہ انگریز بلا خوف و خطر پورے ہندوستان کی قسمت اور اس کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔

انگریزوں ہی کے زمانے میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا اور وہابی مقلدین و غیر مقلدین اسمٰعیل دہلوی کانگریس کو اپنے مقصد براری کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اس میں شریک ہو گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس حکمت عملی دادو دیجئے کہ انہیں کے متبعین کا ایک گروہ کانگریس میں شامل ہوا اور دوسرے گروہ نے مسلم لیگ میں شرکت کر لی بظاہر سیاسی اختلاف تھا لیکن مقصد یہی تھا کہ دونوں جماعتوں پر اپنا اقتدار قائم رہے اور انگریزوں کے ہندوستان چھوڑنے کے بعد نام کا سلطنت جن ہاتھوں میں آئے گی ان کو اپنی کام براری کا ذریعہ بنا کر حکومت کے مشیران کار میں شامل ہو جائیں گے اور بظاہر لیا ہی ہوا بھی۔ یہی لوگ اور کانگریس کی کشمکش کا دور تھا کہ جب مودودی تحریک بھی کھل کر منظر عام پر آئی، مودودیت کا منشا بھی یہ شرکت غیر حکومت یا اقتدار حاصل کرنا تھا۔ اس لیے جماعت کے نام کے ساتھ انقلاب اسلامی کا لیبل لگا کر یہ جماعت کبھی میدان عمل میں آگئی، ان فرق صرف اتنا تھا کہ تحریک وہابیت کی امداد انگریزوں کے سرمایہ سے ہوئی تھی اور یہاں مودودیت کی مدد کو (بقول ایک محرکہ جمعیت کے) امریکن سرمایہ پشت پناہ بن گیا۔ اور اب مودودی لٹریچر

سستی قیمت پر پورے ملک میں پھیلا دیا گیا۔ دولت و شہرت تو یوں حاصل ہو گئی لیکن ابھی مقبولیت کا تیسرا زینہ باقی ہے۔ اس کے پیش نظر بانی تحریک (مودودی) نے پہلے مجدد کامل پھر امیر المؤمنین اور آخر میں مہدی موعود بننے کا سوانگ رچایا۔ مگر بدقسمتی سے ان صاحب تک وہ اب تک نہ پہنچ سکے ہیں۔ "اگر [illegible] ہے تو سن لیجئے۔" خوشنما انداز میں مودودی صاحب نے اپنے لیے یہ تینوں مقام پسند کر لیے تھے اور وہ رفتہ رفتہ ان تینوں سیڑھیوں پر چڑھ کر مہدی موعود بننا چاہتے تھے۔

"اور تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا ہے" (تجدید احیائے دین ص۴۰)

پھر اسی صفحہ پر رقمطراز ہیں:

"مجدد کامل کا مقام اب تک خالی ہے مگر عقل چاہتی ہے فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا لیڈر پیدا ہو خواہ اس دور میں پیدا ہو یا زمانے کی ہزار گردشوں کے بعد پیدا ہو اسی کا نام المہدی ہوگا۔"
"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا اور اپنے عہد کے تمام مجددوں سے بڑھ کر مجدد ثابت ہوگا۔ پھر مجھے یہ بھی امید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں عام انسانوں سے بہت کچھ مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید خود بھی اسے اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اس کی موت کے وقت اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج علی النبوۃ پر قائم کرنے والا۔" (تجدید احیائے دین ص۴۵)

دیکھا آپ نے کس چالاکی اور شاطرانہ انداز میں خود اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر دی ہے اور اسی لیے تفاسیر و احادیث کے پرانے ذخیروں کو چھوڑنے کا مشورہ دیا ہے۔ علم الرجال پر بزعم خویش ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے محدثین کرام کو غیر مستند مشکوک اور ناقابل استناد ٹھہرایا ہے۔ اور اسی غرض سے احادیث میں حضرت امام مہدی کے ظہور کی جو خبریں دی گئیں ہیں ان

کو غلط و باطل اور افواہ قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ رسالت کے متعلق بھی یہ ہذیان سرائی کی گئی کہ "یہ در اصل حضور کے قیاسات تھے جن کے متعلق آپ خود شک میں تھے اور اقتضائے بشریت کی بنا پر آپ سے اجتہادی لغزش ہوتی تھی۔ اور کیا بعد کے زمانے میں حضور کے شک کی تصدیق نہیں ہو گئی؟" اگر ظہور امام مہدی کی احادیث کو غلط و باطل اور محدثین کو ناقابل استناد ٹھہراتے تو پھر یہ کس طرح کہہ سکتے تھے کہ

"میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا بلکہ شدید امکان ہے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کا خبر نہ ہوگی مہدویت دعوے کرنے کی چیز نہیں کر کے دکھانے کی چیز ہے۔ مجھے اس کام میں کرامات و خوارق کشوف و الہامات اور چلوں مجاہدوں کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر پیدا کرے گا۔" (تجدید ص[illegible])

اس طرح حضرت امام مہدی کے ظہور کے متعلق عام ذہنوں میں شکوک پیدا کر کے اپنے مہدی موعود ہونے کی راہ ہموار کی گئی اور اسی پر بس نہیں کی گئی، ذہن میں خطرہ بدستور کھٹک رہا تھا کہ تفاسیر و احادیث کے پرانے ذخیرے ان کے باطل دعووں کے لیے صاعقۂ آسمانی ہیں۔ اس لیے ان کا سد باب کرنے کے لیے یہ چال چلی کہ سرے سے تفاسیر و احادیث کی تعلیم ہی کو ختم کر دیا جائے کہ "نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری"۔ جب تفاسیر و احادیث کے ذخیرے اور ان کی عبارات و مفاہیم کے ذہن سے نکل جائیں گے تو مودودی کے مہدی ہونے پر ایمان لے ہی آنا پڑے گا۔ اسی لیے کتابوں کی فریب کاری کو پروان چڑھانے کے لیے یہ تعلیم دی گئی کہ:

"قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و احادیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔" (تنقیحات ص ۱۹۵)

"اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمران اور حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے کام کی نہیں۔" (تنقیحات ص ۱۹۵)

یہ بالکل وہی نظریہ ہے جس کی تعلیم [illegible] نے اپنی مشہور کتاب

تقویۃ الایمان میں پیش کی۔

یہ ہے تحریک مودودیت اور ان کی جماعت اسلامی کا اصل مقصد محض دینیات اور بزعم خویش اصلاح دین بنانا ہے لیکن قیام پاکستان اور پھر لیاقت علی خاں کے واقعہ قتل کے بعد جب غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کے عہد میں پاکستان سیاسی ابتری اور انتشار میں مبتلا ہوا اور اس انتشار و ابتری کی تکمیل سکندر مرزا کے زمانے میں ہوئی تو مودودی صاحب نے پر و بال نکالے وہ جس قومی اسمبلی اور جس آئین پاکستان کے مخالف تھے اور جن چیزوں کو وہ باطل اور شرک و کفر کی نقیب بتاتے تھے یا تو خراسی باطل نظریہ اور شرک و کفر کی چیزوں کو اپنا لیا۔ اسی ۱۹۵۸ء کے کراچی کارپوریشن کے انتخابات میں بکثرت مودودی جماعت کے افراد نے عمل حصہ لیا خود بھی انتخابات میں شریک ہوئے اور جماعت کا سرمایہ بھی اپنے کامیاب ہونے کے لیے صرف کیا اور یہ سب کچھ امیر جماعت مودودی کی مرضی سے ہوا۔ پھر جب مرکزی اسمبلی کے انتخابات کا اعلان ہوا تو بھی اس جماعت نے چند آئینگ دوروں کے ساتھ مرکزی اسمبلی میں اپنے نمائندے بھیجنے کا اعلان کیا لیکن بدقسمتی ان کی کہ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے فوجی انقلاب نے ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر دیا ان تمام کوششوں اور مساعی کا پس منظر اور مقصد یہی تھا کہ اسمبلی میں اپنی جماعت کے کافی نمائندے بھیج کر حکومت کے تمام نظم و نسق پر قبضہ کر لیا جائے اور اس طرح نہ صرف حکومت ہی ہاتھ آئے گی بلکہ مودودی نظریات کو بھی بالجبر طاقت کے ذریعہ تسلیم کرا لیا جائے گا اور پھر مودودی امیر المومنین اور مہدی موعود بن سکیں گے۔

ہندوستان میں بھی اس جماعت نے شاطرانہ انداز میں اپنے قدم جمانے حکومت کو باور کرایا گیا کہ موجودہ جماعت کا مودودی سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں اور جب حکومت کی گرفت سخت ہوئی تو مسلم ممبران اسمبلی کے دامن میں پناہیں ڈھونڈنا شروع کر دیں کہ ہمارا مقصد محض تبلیغ دین ہے سیاست سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں حالانکہ جماعت مودودی کہیں بھی ہو پاکستان میں ہو یا ہندوستان میں اصل دونوں کی ایک ہے وہی نظریات و خیالات ہیں اور وہی عقائد جس کی تبلیغ مودودی کا دھرم ہے۔ اور بفرض محال اگر ہندوستانی جماعت کا پاکستانی مودودیوں سے کوئی تعلق نہیں تو حکومت سعودیہ سے امداد کس لئے لی جاتی ہے

اور سعودیہ کی پشت پناہی کیوں حاصل ہے۔ بات یہیں پر آکر ختم ہو جاتی ہے کہ ابن عبدالوہاب کی تحریک وہابیت کی عام تبلیغ کی جائے اور ہند و پاک کے مسلمانوں کو اس فتنۂ عظیم کا شاہکار بنا لیا جائے قالب و صورت میں بھی روح ایک ہی ہے۔ غرض مذہبی اور سیاسی حیثیت سے ایک پرانی اور کرم خوردہ تحریک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہابیت کھل کر وہابیت ہی کے روپ میں سامنے آئی تھی اور یہاں اس وہابیت نے خوشنما نقاب جماعت اسلامی کے نام سے اوڑھ رکھا ہے اور جب اس کا نقاب الٹ کر دیکھا جاتا ہے تو وہی مبروص کردہ اور قابل نفرت چہرہ سامنے آتا ہے جسے مسلمانوں کا ہر گروہ وہابیت کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ گلاس اور جام ضرور نئے ہیں مگر شراب وہی پرانی شراب ہے۔ نام خواہ کچھ ہی کیوں نہ رکھ لیا جائے لیکن حقیقت نہیں بدلتی۔ کسی شخص کا نام جمیل و شکیل رکھ دینے سے وہ نہیں ہو جاتا وہ دیکھنے والے کو بتا دیتا ہے کہ یہ شکیل و جمیل نہیں بلکہ انتہائی نا قابل نفرت چہرہ ہے۔ یہی حال مودودیت کا ہے۔ متفقہ عقائد اسلامیہ سے انحراف توہین رسالت اور مثیل امام مہدی بننے کا تشنۂ تعبیر خواب۔

[illegible] نمبر ۷۵۲

[illegible]

[illegible] ۱۹۷۵ء

رسمِ نقاب کشائی کا آخری مرحلہ

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے! یہ مانا کہ مودودی صاحب حق وصداقت سے دُور ہیں پھر ان کی اتنی وسیع پیمانے پر کاوشیں کس مقصد کے تحت ہیں؟ ہر ایک کوئی نہ کوئی مقصد لیکر اٹھتا ہے۔

یہ سوال واقعی اہم اور اس رسالہ کی مکمل جان ہے یوں تو دو جملوں میں اس کا جواب دیا جاسکتا ہے کہ صرف حکومت واقتدار کی ذہن میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے، اگر ضرورت ہے ثبوت کی، چند ماہ پیشتر تو ہمیں اس سوال کے جواب میں ان کے بکھرے ہوئے لٹریچر کا عطر نکال کر بتانا پڑتا ہے کہ اتنا چھپا ذکر ان اسکیموں کے تحت ہے کہ آج مودودی صاحب ہمارے ایک مکمل کتاب کی طرح موجود ہیں ان کی ڈھکی چھپی ذہنیت کے تمام پہلو ظاہر ہو چکے۔ آج پاکستانی اخبارات بڑی بڑی سرخیاں دے کر اعلان کر رہے ہیں کہ

"جماعت اسلامی پاکستان اور امیر جماعت مودودی صاحب نے کرسیٔ صدارت کے لیے مس فاطمہ جناح کی حمایت کا اعلان کر دیا۔"

اس اعلان کو دیکھ کر تو اور جماعت اسلامی کے افراد حیران رہ گئے اور ہر طرف سے لے دے ہو گئی۔ چند اخبارات کے عنوان ملاحظہ ہوں:۔

(۱) مودودی جماعت کا افسوسناک کردار (ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ [illegible])

(۲) "جماعت اسلامی" کا حرام کو جائز کرنے کی جسارت (اخبار سواد اعظم [illegible])۔

(۳) لیجئے جماعت اسلامی ننگی ہو گئی۔ (رضائے مصطفےٰ ۲ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

(۴) ہمارے ملک کی جگہ گورنمنٹ کی جماعت اسلامی کو بھی تسلیم ہے کہ شرعاً عورت

ملک کی صدر نہیں ہو سکتی لیکن ان کے ہاں جس طرح، مجبوری کا استعمال بعض اوقات شرعاً واجب ہو جاتا ہے۔ (مودودی ترجمان القرآن مئی ۵۸ء)

نیز جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں جن کی رکنیت بھی حرام اور ان کے لیے ووٹ دینا بھی حرام (مودودی رسائل ومسائل طبع اول ص ۴۵۰ ستمبر ۱۹۵۱ء) اگر بغرضِ مصلحت جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ سے جائز ہو جاتی ہیں۔

(رفتارِ زمانہ لاہور اکتوبر ۶۴ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ جن پاکستان میں زیادہ تر افراد بذاتِ خود مس فاطمہ جناح کی حمایت کر رہے ہیں وہ مودودی صاحب کے اعلانِ حمایت کو سن کر یہ شور وغل کیوں مچا رہے ہیں کہ مودودی صاحب، اس سے پہلے تو عورت کی سیاسی زندگی اور ملکی اقتدار و ذمہ داریوں میں خصوصیت اور مسلمان مردوں کے اس کی سربراہی میں زندگی گزارنے کے خلاف بہت کچھ کہہ چکے ہیں تو پھر جو لوگ مودودی کو مجتہد کامل اور مزاج نبوی شناس اور پیکر شریعت سمجھتے ہوں ان کے دل و دماغ پر اس اعلان معکوس کو سن کر بجلی نہ گری ہوگی۔

سنئے کہ مس فاطمہ جناح کی حمایت کا اعلان فرمانے سے پہلے آپ کس طرح احکامِ شرع کی حمایت اور عورت کی سیاسی زندگی سے مخالفت فرماتے رہے ہیں۔

"ہم سے پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کون سے اسلامی اُصول یا احکام ہیں جو عورتوں کی رکنیت مجلس قانون ساز میں مانع ہیں؟

جس کے جواب میں آیاتِ قرآنی پیش کر کے فرماتے ہیں:۔

اس کے بعد حدیث کی طرف آئیے۔ یہاں ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واضح ارشادات ملتے ہیں۔ حدیث: جب تمہارے امراء تمہارے بدترین لوگ ہوں، اور جب تمہارے دولتمند بخیل ہوں اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے (ترمذی)۔

حدیث ۲: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے

اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کئے ہوں (بخاری و ترمذی) یہ دونوں حدیثیں اللہ تعالیٰ کے ارشادات "الرجال قوامون علی النساء" کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کرتی ہیں۔ اور ان سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاست و ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ (مودودی ترجمان القرآن لاہور ستمبر ۱۹۵۲ء)

جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں جن کی رکنیت بھی حرام اور ان کے لیے ووٹ دینا بھی حرام۔ (رسائل و مسائل ص ۴۵۱)

صرف اسی پر بس نہیں آپ کی کثیر کتابیں شاہد ہیں کہ اسلامی ریاست، اسلامی حکومت کے بنیادی اصول، اسلامی دستور کی بنیادیں، دستوری تجاویز وغیرہ سب ہی میں بتایا ہے کہ عورت کی رکنیت مجلس قانون ساز، صدارت، وزارت و مختلف محکموں کی ادارت، ملازمت نہ صرف ناجائز بلکہ حرام ہے۔

آپ خود ہی تحریر کریں کہ اب مودودی صاحب یکایک اپنی تمام تر کاوشوں اور عمر بھر کی محنت پر پانی پھیرنے اپنے قول و فعل کے خلاف عمل کرنے پر کیوں تیار ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب تمام عمر حکومت و اقتدار کے خواب دیکھتے رہے مگر اتنی سعی و کاوش کے باوجود اہل حق کی تعداد گھٹی نہ اپنی جماعت کی اتنی تعداد بڑھی کہ اقتدار کی کرسی ہاتھ آسکے۔ ان حالات کے پیش نظر تاب نہ کرتا، یہ سوچ کر کہ شاید کسی کے آنچل کی آڑ سے مستقبل کی کوئی کرن چمک جائے اس امید پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار ہو گئے، اور صاف اعلان فرمادیا:۔

جماعت بطور جماعت جب کوئی فیصلہ کرے تو اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا مجلس مشاورت نے میری عدم موجودگی میں محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے، میں اس فیصلہ سے کسی صورت بھی مجال انکار نہیں کر سکتا۔

(اخبار کوہستان لاہور ۴ / ۱۰)

لیجئے ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی حقیقت واضح کردی مگر سچ تو یہ ہے کہ اس رسم نقاب کشائی کا سہرا بھی مودودی صاحب کے سر رہا۔ اب اہل بصیرت منصف

خصوصاً تبلیغی اسپرٹ رکھنے والے حضرات کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ ہر ایک تنظیم کو دیکھ کر اسلامی تنظیم سمجھ کر اپنے ہاتھوں شجر اسلام کی جڑوں کو کب تک کھوکھلا کرتے رہیں گے۔ جب پانی ملت خود نادان دوستی کا ثبوت دے تو نتیجہ کیا ہوگا۔ بہتر ہے کہ اب بڑھ کر دوسروں کا سہارا نہ پکڑیے اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر ملت کے شعاروں کو بیدار کیجئے اور ملت کی پاسبانی کا حق ادا کیجئے ہم اپنی پوری طاقت و جمعیت کے ساتھ آپ کا تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

واللہ التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابداً

تمت بالخیر

MOHAMMAD ISMAIL